وصول الافکار الیٰ اصول الاکفار

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حکیم الامت حضرت تھانوی قدس سرہ کی رائے گرامی رسالہ ”وصول الافکار الی اصول الاکفار“ کے متعلق

مولانا عبدالماجد صاحب دریا آبادی کے ایک مفصل خط پر تنقید کے آخر میں حضرت تھانوی نے مندرجہ ذیل جملے تحریر فرمائے ہیں۔ یہ خط ۷ شعبان ۱۳۵۱ھ کا تحریر فرمودہ ہے اور ماہنامہ ”النور“ تھانہ بھون ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ میں شائع ہوا تھا اور پھر امداد الفتاویٰ مبوب کی جلد چہارم ص ۵۳۹ پر شائع ہوا ہے۔ وہ جملے یہ ہیں۔

”مولوی محمد شفیع صاحب نے اصول تکفیر میں ایک مختصر اور جامع مانع اور نافع رسالہ لکھا ہے۔ بعض اجزاء میں میں بھی الجھا تھا۔ مگر ان کی تقریر و تحریر سے قریب قریب مسئلہ صاف ہوگیا۔ وہ عنقریب چھپ جاوے گا۔ میں نے اس کا نام رکھا ہے۔ وصول الافکار الی اصول الاکفار۔“
۷ شعبان ۱۳۵۱ھ!

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى خصوصاً سيدنا محمد المجتبىٰ ومن يهديه اهتدى ۔ اما بعد!

کسی مسلمان کو کافر یا کافر کو مسلمان کہنا دونوں جانب سے نہایت ہی سخت معاملہ ہے۔ قرآن کریم نے دونوں صورتوں پر شدید نکیر فرمائی ہے۔ مسلمان کو کافر کہنے کے متعلق ارشاد ہے:

”يا ايها الذين امنوا اذا ضربتم فى سبيل الله فتبينوا ولا تقولوا لمن القى اليكم السلام لست مؤمناً ۔ تبتغون عرض الحيوة الدنيا فعند الله

مغانم كثيرة ۰ كذالك كنتم من قبل فمن الله عليكم فتبينوا۰ ان الله كان بما تعلمون خبيرا۰ نساء:۹۴''

''اے ایمان والو! جب تم اللہ کی راہ میں سفر کیا کروتو ہر کام کو تحقیق کر کے کیا کرو اور ایسے شخص کو جو کہ تمھارے سامنے اطاعت ظاہر کرے۔ دینوی زندگی کے سامان کی خواہش میں یوں مت کہہ دیا کرو کہ تو مسلمان نہیں۔ کیونکہ خدا کے پاس بہت غنیمت کے مال ہیں۔ پہلے تم بھی ایسے ہی تھے پھر اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان کیا۔ سو غور کرو بیشک اللہ تعالیٰ تمھارے اعمال کی پوری خبر رکھتے ہیں۔ (یعنی جب تم اول مسلمان ہوئے تھے۔ اگر تمھیں بھی یہی کہہ دیا جاتا کہ تم مسلمان نہیں تو تم کیا کرتے)''

الغرض اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو شخص اپنا اسلام ظاہر کرے تو جب تک اس کے کفر کی پوری تحقیق نہ ہو جائے اس کو کافر کہنا ناجائز اور وبال عظیم ہے۔ اسی طرح اس کے مقابل یعنی کافر کو مسلمان کہنے کی ممانعت اس آیت میں ہے:

''اتريدون ان تهدوامن اضل الله ومن يضلل الله فلن تجد له سبيلا۰ نساء:۸۸''

''کیا تم لوگ اس کا ارادہ رکھتے ہو کہ ایسے لوگوں کو ہدایت کرو جن کو اللہ تعالیٰ نے گمراہی میں ڈال رکھا ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ گمراہی میں ڈال دیں۔ اس کے لیے کوئی سبیل نہ پاؤ گے۔''

سلف صالحینؒ صحابہ کرامؓ و تابعینؒ اور مابعد کے آئمہ مجتہدینؒ نے اس بارہ میں بڑی احتیاط سے کام لینے کی ہدایتیں فرمائیں ہیں۔ حضرات متکلمین اور فقہاء نے اس باب کو نہایت اہم اور دشوار گذار سمجھا ہے۔ اور اس میں داخل ہونے والوں کے لیے بہت زیادہ تیقظ و بیداری کی تلقین فرمائی ہے۔

چنانچہ حضرت علامہ قاریؒ نے شفاء میں فرمایا ہے:

''ادخال كافر في ملة (الاسلامية) اواخراج مسلم عنها عظيم فى الدين۰ شفاء ج ۲ ص ۲۴۱ فصل تحقيق القول فى اكفار المتأ ولين''

''کسی کافر کو اسلام میں داخل سمجھنا یا مسلمان کو اسلام سے خارج سمجھنا (دونوں چیزیں) سخت ہیں۔''

لیکن آج کل اس کے برعکس یہ دونوں معاملے اس قدر سہل سمجھ لئے گئے ہیں کہ کفرو اسلام اور ایمان وارتداد کا کوئی معیار اور اصول ہی نہ رہا۔

ایک جماعت ہے جس نے تکفیر بازی کو ہی مشغلہ بنا رکھا ہے۔ ذرا سی خلاف شرع بلکہ خلاف طبع کوئی بات کسی سے سرزد ہوئی اور ان کی طرف سے کفر کا فتویٰ لگا۔ ادنیٰ ادنیٰ فرعی باتوں پر مسلمانوں کو اسلام سے خارج کہنے لگتے ہیں۔ ادھر ان کے مقابل دوسری جماعت ہے جن کے نزدیک اسلام وایمان کوئی حقیقت محصلہ نہیں رکھتے بلکہ وہ ہر اس شخص کو مسلمان کہتے ہیں جو مسلمان ہونے کا دعویٰ کرے خواہ تمام قرآن وحدیث اور احکام اسلامیہ کا انکار اور توہین کرتا رہے۔ ان کے نزدیک اسلام کے مفہوم میں ہر قسم کا کفر کھپ سکتا ہے۔ انھوں نے ہندوؤں اور دوسرے مذاہب باطلہ کی طرح اسلام کو بھی محض ایک قومی لقب بنا دیا ہے کہ عقائد جو چاہے رکھے اقوال و اعمال میں جس طرح چاہے آزاد رہے۔ وہ بہر حال مسلمان ہے۔ اور اس کو اپنے نزدیک وسعت خیال اور وسعت حوصلہ سے تعبیر کرتے ہیں اور تمام سیاسی مصالح کا محور ومدار اسی کو بنا رکھا ہے۔

لیکن یاد رہے کہ اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ اس کی کجروی اور افراط وتفریط کے دونوں پہلوؤں سے سخت بیزار ہیں۔ اسلام نے اپنے پیروؤں کیلئے ایک آسمانی قانون پیش کیا ہے جو شخص اس کو ٹھنڈے دل سے تسلیم کرے اور کوئی تنگی اپنے دل میں اس کے ماننے سے محسوس نہ کرے وہ مسلمان ہے اور جو اس قانون الٰہی کے کسی ادنیٰ حکم کا انکار کر بیٹھے وہ بلا شبہ بالاتر دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ اس کے دائرۂ اسلام میں داخل رکھنے سے اسلام بیزار ہے اور اس کے ذریعہ اسلامی برادری کی مردم شماری بڑھانے سے اسلام اور مسلمانوں کو غیرت ہے۔ اور ان چند لوگوں کے داخل اسلام ماننے سے ہزاروں مسلمانوں کے خارج از اسلام ہو جانے کا قوی اندیشہ ہے۔ جیسا کہ بہت دفعہ اس کا تجربہ اور مشاہدہ ہو چکا ہے۔

اور یہ ایک مضرت ایسی ہے کہ اگر فی الواقع ہزاروں مصالح بھی اس کے مقابلہ میں موجود ہوں تو وہ کسی مذہب دوست مسلمان کے لئے ہرگز قابل التفات نہیں ہو سکتیں۔ بالخصوص جب کہ وہ مصالح بھی محض موہوم اور خیالی ہو۔

الغرض ابنائے زمانہ کی اس افراط وتفریط اور کفرو اسلام کے معاملہ میں بے احتیاطی کو دیکھ کر مدت سے خیال ہوتا تھا کہ اس بحث پر ایک مختصر جامع رسالہ لکھا جائے جس میں کفرو اسلام کا معیار ہو۔

اور اصولی طور پر یہ بات واضح کر دی جائے کہ وہ کون سے عقائد یا اقوال ہیں جن کی بنا پر کوئی مسلمان اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ اسی اثناء میں ذیل کے سوال کا جواب لکھنے کی ضرورت پیش آئی۔ تو اسی کو کسی قدر تفصیل کے ساتھ لکھ دیا گیا جس سے علاوہ اصول تکفیر معلوم ہونے کے بعض فرقوں کا حکم بھی واضح ہو گیا۔ اور مرتد کے بعض احکام بھی معلوم ہو گئے اور مجموعہ کا نام ''وصول الافکار الی اصول الاکفار'' رکھا گیا ہے۔ **وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم!**

سوال اوّل: کفر و اسلام کا معیار کیا ہے اور کس وجہ سے کسی مسلمان کو مرتد یا خارج از اسلام کہا جا سکتا ہے؟

الجواب! ارتداد کے معنی لغت میں پھر جانے اور لوٹ جانے کے ہیں۔ اور اصطلاح شریعت میں ایمان و اسلام سے پھر جانے کو ارتداد اور پھرنے والے کو مرتد کہتے ہیں۔ اور ارتداد کی صورتیں دو ہیں۔ ایک تو یہ کہ کوئی کم بخت صاف طور پر تبدیل مذہب کر کے اسلام سے پھر جائے۔ جیسے عیسائی' یہودی' آریہ ساجی وغیرہ مذہب اختیار کرے۔ یا خداوند عالم کے وجود یا توحید کا منکر ہو جائے۔ یا آنحضرت ﷺ کی رسالت کا انکار کر دے۔ (والعیاذ باللہ تعالیٰ)

دوسرے یہ کہ اس طرح صاف طور پر تبدیل مذہب اور توحید و رسالت سے انکار نہ کرے۔ لیکن کچھ اعمال یا اقوال یا عقائد ایسے اختیار کرے جو انکار قرآن مجید یا انکار رسالت کے مرادف و ہم معنی ہیں۔ مثلاً اسلام کے کسی ایسے ضروری و قطعی حکم کا انکار کر بیٹھے جس کا ثبوت قرآن مجید کی نص صریح سے ہو یا آنحضرت ﷺ سے بطریق تواتر ثابت ہوا ہو۔ یہ صورت بھی باجماع امت ارتداد میں داخل ہے۔ اگرچہ اس ایک حکم کے سوا تمام احکام اسلامیہ پر شدت کے ساتھ پابند ہو۔

ارتداد کی اس دوسری صورت میں اکثر مسلمان غلطی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اور ایسے لوگوں کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ اور یہ اگرچہ بظاہر ایک سطحی اور معمولی غلطی ہے۔ لیکن اگر اس کے ہولناک نتائج پر نظر کی جائے تو اسلام اور مسلمان کے لئے اس سے زیادہ کوئی چیز مضر نہیں۔ کیونکہ اس صورت میں کفر و اسلام کے حدود ممتاز نہیں رہتے۔ کافر و مومن میں کوئی امتیاز نہیں رہتا۔ اسلام کے چالاک دشمن اسلامی برادری کے ارکان بن کر مسلمانوں کے لئے ''مار آستین'' بن سکتے ہیں۔ اور دوستی کے لباس میں دشمنی کی ہر قرارداد کو مسلمانوں میں نافذ کر سکتے ہیں۔

اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ اس صورت ارتداد کی توضیح کسی قدر تفصیل کے ساتھ کر

دی جائے اور چونکہ ارتداد کی صحیح حقیقت ایمان کے مقابلہ ہی سے معلوم ہوسکتی ہے۔اس لئے پہلے اجمالاً ایمان کی تعریف اور پھر ارتداد کی حقیقت لکھی جاتی ہے۔

ایمان وارتداد کی تعریف

ایمان کی تعریف مشہور ومعروف ہے جس کے اہم جزو دو ہیں۔ایک حق سبحانہ وتعالیٰ پر ایمان لانا۔دوسرے اس کے رسول ﷺ پر۔لیکن جس طرح اللہ تبارک وتعالیٰ پر ایمان کے یہ معنی نہیں کہ صرف اس کے وجود کا قائل ہو جائے۔بلکہ اس کی تمام صفات کاملہ علم' سمع' بصر' قدرت وغیرہ کو اسی شان کے ساتھ ماننا ضروری ہے جو قرآن وحدیث میں بتلائی ہیں۔ورنہ یوں تو ہر مذہب وملت کا آدمی خدا کے وجود وصفات کو مانتا ہے۔یہودی' نصرانی' مجوسی' ہندو سب ہی اس پر متفق ہیں۔

اسی طرح رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے کا بھی یہ مطلب نہیں ہوسکتا کہ آپ ﷺ کے وجود کو مان لے کہ آپ ﷺ مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے اور مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی۔تریسٹھ سال عمر ہوئی۔فلاں فلاں کام کئے۔بلکہ رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے کی حقیقت وہ ہے جو قرآن مجید میں بالفاظ ذیل بتلائی ہے:

''فلا وربك لايؤمنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم ثم لايجدوا فى انفسهم حرجاً مما قضيت ويسلموا تسليما ۰ نساء: ٦٥''

''قسم ہے آپ ﷺ کے رب کی یہ لوگ اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتے جب تک کہ وہ آپ ﷺ کو اپنے تمام نزاعات واختلافات میں حکم نہ بنادیں اور پھر جو فیصلہ آپ ﷺ فرمادیں اس سے اپنے دلوں میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں اور اس کو پوری طرح تسلیم نہ کرلیں۔''

روح المعانی میں اسی آیت کی تفسیر سلف سے اس طرح نقل فرمائی ہے:

''فقد روى عن الصادقؒ انه قال لو ان قوما عبدوالله تعالىٰ واقاموا الصلوٰة وآتوا الزكوة وصاموا رمضان وحجوا البيت ثم قالوالشئى صنعه رسول الله ﷺ الاّصنع خلاف ماصنع او وجدوافى انفسهم حرجاً لكانوا مشركين ۰ روح المعانى ص ٦٥ جزء ٥''

''حضرت جعفر صادقؒ سے منقول ہے کہ اگر کوئی قوم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے۔اور

نماز کی پابندی کرے۔ اور زکوٰۃ ادا کرے۔ اور رمضان کے روزے رکھے۔ اور بیت اللہ کا حج کرے۔ مگر پھر کسی ایسے فعل کو جس کا ذکر حضور ﷺ سے ثابت ہو یوں کہے کہ آپ ﷺ نے ایسا کیوں کیا۔ اس کے خلاف کیوں نہ کیا۔ اور اس کے ماننے سے اپنے دل میں تنگی محسوس کرے تو یہ قوم مشرکین میں سے ہے۔"

آیت مذکورہ اور اس کی تفسیر سے واضح ہو گیا کہ رسالت پر ایمان لانے کی حقیقت یہ ہے کہ رسول کے تمام احکام کو ٹھنڈے دل سے تسلیم کیا جائے اور اس میں کسی قسم کا پس و پیش یا تردد نہ کیا جائے۔

اور جب ایمان کی حقیقت معلوم ہو گئی تو کفر و ارتداد کی صورت بھی واضح ہو گئی۔ کیونکہ جس چیز کے ماننے اور تسلیم کرنے کا نام ایمان ہے۔ اسی کے نہ ماننے اور انکار کرنے کا نام کفر وارتداد ہے۔ (صرح بہ فی شرح المقاصد) اور ایمان و کفر کی مذکورہ تعریف سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ کفر صرف اسی کا نام نہیں کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ ﷺ کو سرے سے نہ مانے۔ بلکہ یہ بھی اسی درجہ کا کفر اور نہ ماننے کا ایک شعبہ ہے کہ آنحضرت ﷺ سے جو احکام قطعی و یقینی طور پر ثابت ہیں۔ ان میں سے کسی ایک حکم کے تسلیم کرنے سے (یہ سمجھتے ہوئے کہ حضور ﷺ کا حکم ہے) انکار کر دیا جائے۔ اگرچہ باقی سب احکام کو تسلیم کرے اور پورے اہتمام سے سب پر عامل بھی ہو۔

اور وجہ یہ ہے کہ کفر و ارتداد حضرت مالک الملک والملکوت کی بغاوت کا نام ہے اور سب جانتے ہیں کہ بغاوت جس طرح بادشاہ کے تمام احکام کی نافرمانی اور مقابلہ پر کھڑے ہو جانے کو کہتے ہیں۔ اسی طرح یہ بھی بغاوت ہی سمجھی جاتی ہے کہ کسی ایک قانون شاہی کی قانون شکنی کی جائے۔ اگرچہ باقی سب احکام کو تسلیم کر لے۔

شیطان ابلیس جو دنیا میں سب سے بڑا کافر اور کافر گر ہے۔ اس کا کفر بھی اسی دوسری قسم کا کفر ہے۔ کیونکہ اس نے بھی نہ تبدیل مذہب کیا۔ نہ خدا تعالیٰ کے وجود، قدرت وغیرہ کا انکار کیا۔ نہ ربوبیت سے منکر ہوا۔ صرف ایک حکم سے سرتابی کی جس کی وجہ سے ابدالآباد کیلئے مطرود و ملعون ہو گیا۔

حافظ ابن تیمیہ الصارم المسلول ص۲۶۶ طبع بیروت ۱۹۹۸ء میں فرماتے ہیں:

"کما ان الردة تتجرد عن السب فكذلك تتجرد عن قصد تبديل الدين وارادة التكذيب بالرسالة كما تجرد كفر ابليس عن قصد التكذيب بالربوبية"

"جیسا کہ ارتداد بغیر اس کے بھی ہو سکتا ہے کہ حق تعالیٰ یا اس کے رسول ﷺ کی شان میں سب و شتم سے پیش آئے اسی طرح بغیر اس کے بھی ارتداد متحقق ہو سکتا ہے کہ آدمی تبدیل مذہب کا یا تکذیب رسول کا قصد کرے۔ جیسا کہ ابلیس لعین کا کفر تکذیب ربوبیت سے خالی ہے۔"

الغرض ارتداد صرف اسی کو نہیں کہتے کہ کوئی شخص اپنا مذہب بدل دے یا صاف طور پر خدا اور رسول کا منکر ہو جائے۔ بلکہ ضروریات دین کا انکار کرنا اور قطعی الثبوت والدلالۃ احکام میں سے کسی ایک کا بعد علم انکار کر دینا بھی اسی درجہ کا ارتداد اور کفر ہے۔

تنبیہ : ہاں اس جگہ دو باتیں قابل خیال ہیں۔ اول تو یہ کہ کفر وارتداد اس صورت میں عائد ہوتا ہے جب کہ حکم قطعی کے تسلیم کرنے سے انکار اور گردن کشی کرے اور اس حکم کے واجب التعمیل ہونے کا عقیدہ نہ رکھے۔ لیکن اگر کوئی شخص حکم کو تو واجب التعمیل سمجھتا ہے مگر غفلت یا شرارت کی وجہ سے اس پر عمل نہیں کرتا تو اس کو کفر وارتداد نہ کہا جائے گا۔ اگرچہ ساری عمر میں ایک دفعہ بھی اس حکم پر عمل کرنے کی نوبت نہ آئے۔ بلکہ اس شخص کو مسلمان ہی سمجھا جائے گا۔ اور پہلی صورت میں کہ کسی حکم قطعی کو واجب التعمیل ہی نہیں جانتا۔ اگرچہ کسی وجہ سے وہ ساری عمر اس پر عمل بھی کرتا رہے جب بھی کافر مرتد قرار دیا جائے گا۔ مثلاً ایک شخص پانچوں وقت کی نماز کا شدت کے ساتھ پابند ہے۔ مگر فرض اور واجب التعمیل نہیں جانتا یہ کافر ہے۔ اور دوسرا شخص جو فرض جانتا ہے مگر کبھی نہیں پڑھتا وہ مسلمان ہے۔ اگرچہ فاسق و فاجر اور سخت گناہ گار ہے۔

دوسری بات قابل غور یہ ہے کہ ثبوت کے اعتبار سے احکام اسلامیہ کی مختلف قسمیں ہوگئی ہیں۔ تمام اقسام کا اس بارہ میں ایک حکم نہیں۔ کفر وارتداد صرف ان احکام کے انکار سے عائد ہوتا ہے جو قطعی الثبوت بھی ہوں اور قطعی الدلالت بھی۔ قطعی الثبوت ہونے کا مطلب تو یہ ہے کہ ان کا ثبوت قرآن مجید یا ایسی احادیث سے ہو جن کے روایت کرنے والے آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک سے لے کر آج تک ہر زمانہ اور ہر قرن میں مختلف طبقات اور مختلف شہروں کے لوگ اس کثرت سے رہے ہوں کہ ان سب کا جھوٹی بات پر اتفاق کر لینا محال سمجھا جائے۔ (اسی کو اصطلاح حدیث میں تواتر اور ایسی احادیث کو احادیث متواترہ کہتے ہیں)

اور قطعی الدلالۃ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جو عبادت قرآن مجید میں اس حکم کے متعلق واقع ہوئی ہے یا حدیث متواترہ سے ثابت ہوئی ہے وہ اپنے مفہوم مراد کو صاف صاف ظاہر کرتی

ہو۔اس میں کسی قسم کی الجھن نہ ہو کہ جس میں کسی کی تاویل چل سکے۔

پھر اس قسم کے احکام قطعیہ اگر مسلمانوں کے ہر طبقہ خاص و عام میں اس طرح مشہور و معروف ہو جائیں کہ ان کا حاصل کرنا کسی خاص اہتمام اور تعلیم و تعلم پر موقوف نہ رہے۔ بلکہ عام طور پر مسلمانوں کو وراثتاً وہ باتیں معلوم ہو جاتی ہوں۔ جیسے نماز‘ روزہ‘ حج‘ زکوٰۃ کا فرض ہونا‘ چوری و شراب خوری کا گناہ ہونا‘ آنحضرت ﷺ کا خاتم الانبیا ہونا وغیرہ تو ایسے احکام قطعیہ کو ضروریات دین کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔اور جو اس درجہ مشہور نہ ہوں وہ صرف قطعیات کہلاتے ہیں۔ ضروریات نہیں۔

اور ضروریات اور قطعیات کے حکم میں یہ فرق ہے کہ ضروریات دین کا انکار باجماع امت مطلقاً کفر ہے۔ناواقفیت و جہالت کو اس میں عذر نہ قرار دیا جائے گا۔اور نہ کسی قسم کی تاویل سنی جائے گی۔

اور قطعیات محضہ جو شہرت میں اس درجہ کو نہیں پہنچتے تو حنفیہ کے نزدیک اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر کوئی عامی آدمی بوجہ ناواقفیت و جہالت کے ان کا انکار کر بیٹھے تو ابھی اس کے کفر و ارتداد کا حکم نہ کیا جائے گا۔ بلکہ پہلے اس کو تبلیغ کی جائے گی کہ یہ حکم اسلام کے قطعی الثبوت اور قطعی الدلالت احکام میں سے ہے۔اس کا انکار کفر ہے۔اس کے بعد بھی اگر وہ اپنے انکار پر قائم رہے تب کفر کا حکم کیا جائے گا۔

”کما فی المسایرة والمسامرة لابن الهمام و لفظه واماماثبت قطعاً ولم یبلغ حد الضرورة کاستحقاق بنت الابن السدس مع البنت الصلبیة باجماع المسلمین فظاهر کلام الحنفیة الا کفار بجهده بانهم لم یشتر طوافی الاکفار سوی القطع فی الثبوت (الی قوله) ویجب حمله علی مااذاعلم المنکر ثبوته قطعاً ، مسامره ۱۴۹/ “

”اور جو حکم قطعی الثبوت تو ہو مگر ضرورت کی حد کو نہ پہنچا ہو۔جیسے (میراث میں) اگر پوتی اور بیٹی حقیقی جمع ہوں تو پوتی کو چھٹا حصہ ملنے کا حکم اجماع امت سے ثابت ہے۔سو ظاہر کلام حنفیہ کا یہ ہے کہ اس کے انکار کی وجہ سے کفر کا حکم کیا جائے۔ کیونکہ انہوں نے قطعی الثبوت ہونے کے سوا اور کوئی شرط نہیں لگائی (الی قولہ) مگر واجب ہے کہ حنفیہ کے اس کلام کو اس صورت میں محمول کیا جائے کہ جب منکر کو اس کا علم ہو کہ یہ حکم قطعی الثبوت ہے۔“

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جس طرح کفر وارتداد کی ایک قسم تبدیل مذہب ہے اسی طرح دوسری قسم یہ بھی ہے کہ ضروریات دین اور قطعیات اسلام میں سے کسی چیز کا انکار کردیا جائے یا ضروریات دین میں کوئی ایسی تاویل کی جائے جس سے ان کے معروف معانی کے خلاف معنی پیدا ہوجائیں اور غرض معروف بدل جائے۔ اور ارتداد کی اس قسم دوم کا نام قرآن کی اصطلاح میں الحاد ہے:

''قال تعالیٰ ان الذین یلحدون فی آیاتنا لایخفون علینا۰ حم السجدہ: ۴۰'' ''جولوگ ہماری آیات میں الحاد کرتے ہیں وہ ہم سے چھپ نہیں سکتے۔''

اور حدیث میں اس قسم کے ارتداد کا نام زندقہ رکھا گیا ہے۔ جیسا کہ صاحب مجمع البحار نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہوئے فرمایا ہے:

''اتی علیؓ بزنادقة هی جمع زندیق (الی قوله) ثم استعمل فی کل ملحد فی الدین والمرادهہنا قوم ارتدد وعن الاسلام۰ مجمع البحار ج ۲ ص ۴۴ باب الزا مع النون''

''حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس چند زنادقہ (گرفتار کرکے) لائے گئے۔ زنادقہ جمع زندیق کی ہے اور لفظ زندیق ہر اس شخص کیلئے استعمال کیا جاتا ہے جو دین میں الحاد (یعنی بے جا تاویلات) کرے اور اس جگہ مراد ایک مرتد جماعت ہے۔

اور علمائے کلام اور فقہاء اس خاص ارتداد کا نام باطنیت رکھتے ہیں اور کبھی وہ بھی زندقہ کے لفظ سے تعبیر کردیتے ہیں۔

شرح مقاصد میں علامہ تفتازانی اقسام کفر کی تفصیل اس طرح نقل فرماتے ہیں:

''یہ بات ظاہر ہوچکی ہے کہ کافر اس شخص کا نام ہے جو مومن نہ ہو۔ پھر اگر وہ ظاہر میں ایمان کا مدعی ہو تو اس کو منافق کہیں گے۔ اور اگر مسلمان ہونے کے بعد کفر میں مبتلا ہوا ہے تو اس کا نام مرتد رکھا جائے گا۔ کیونکہ وہ اسلام سے پھر گیا ہے۔ اور اگر دو یا دو سے زیادہ معبودوں کی پرستش کا قائل ہو تو اس کو مشرک کہا جائے گا۔ اور اگر ادیان منسوخہ یہودیت وعیسائیت وغیرہ میں کسی مذہب کا پابند ہو تو اس کو کتابی کہیں گے۔ اور اگر عالم کے قدیم ہونے کا قائل ہو اور تمام واقعات وحوادث کو زمانہ کی طرف منسوب کرتا ہو تو اس کو دہریہ کہا جائے گا اور اگر وجود باری تعالیٰ ہی کا قائل نہ ہو تو اس کو معطل کہتے ہیں اور اگر نبی کریم ﷺ کی نبوت کے اقرار اور شعار اسلام نماز

روزہ وغیرہ کے اظہار کے ساتھ کچھ ایسے عقائد دلی رکھتا ہو جو بالاتفاق کفر ہیں تو اس کو زندیق کہا جاتا ہے۔" (ترجمہ عبارت شرح مقاصد ص ۲۶۸ و ص ۲۶۹ ج ۲)

ومثله في كليات ابي البقاء! (ص ۵۵۳، ۵۵۴)

زندیق کی تعریف میں جو عقائد کفریہ کا دل میں رکھنا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ مثل منافق کے اپنا عقیدہ ظاہر نہیں کرتا بلکہ یہ مراد ہے کہ اپنے عقیدہ کفریہ کو ملمع کر کے اسلامی صورت میں ظاہر کرتا ہے۔

"كما ذكره الشامي حيث قال فان الزنديق يموه كفره ويروج عقيدته الفاسدة ويخرجها في الصورة لصيحة و هذا معنى ابطان الكفر فلاينا في اظهاره الدعوى • شامي باب المرتد ص ۳۲٤ ج ۳"

"علامہ شامی نے فرمایا ہے کہ زندیق اپنے کفر پر ملمع سازی کرتا ہے اور اپنے عقیدۂ فاسدہ کو رائج کرنا چاہتا ہے اور اس کو عمدہ صورت میں ظاہر کرتا ہے اور زندیق کی تعریف میں جو یہ لکھا جاتا ہے کہ وہ اپنے کفر کو چھپاتا ہے۔ اس کا یہی مطلب ہے (کہ وہ اپنے کفر کو ایسے عنوان اور صورت میں پیش کرتا ہے جس سے لوگ مغالطہ میں پڑ جائیں) اس لئے یہ اخفاء کفر اظہار دعویٰ کے منافی نہیں۔"

کفر کی اقسام مذکورہ بالا میں سے آخری قسم اس جگہ زیر بحث ہے جس کے متعلق شرح مقاصد کے بیان سے ظاہر ہو گیا کہ جس طرح اقسام سابقہ کفر کے انواع ہیں اسی طرح یہ صورت بھی اسی درجہ کا کفر ہے کہ کوئی شخص نبی کریم ﷺ کی رسالت اور قرآن مجید کے احکام کو تسلیم کرنے کے باوجود صرف بعض احکام و عقائد میں اختلاف رکھتا ہو۔ اگرچہ دعویٰ مسلمان ہونے کا کرے اور تمام ارکان اسلام پر شدت کے ساتھ عامل بھی ہو۔

ایک شبہ کا جواب

یہ بات عام طور پر مشہور ہے کہ اہل قبلہ کی تکفیر جائز نہیں اور کتب فقہ و عقائد میں بھی اس کی تصریحات موجود ہیں۔ نیز بعض احادیث سے بھی یہ مسئلہ ثابت ہے:

"كما رواه ابوداؤد ج ۱ ص ۲۵۲ باب الغزو مع آئمة الجورفي الجهاد • عن انسؓ قال قال رسول الله ﷺ ثلث من اصل الا يمان الكف عمن

قال لا اله الاالله ولا تكفره بذنب ولا تخرجه من الا سلام بعمل ۔ الحديث''

''حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے رشاد فرمایا کہ ایمان کی اصل تین چیزیں ہیں ایک یہ کہ جو شخص کلمہ لا الــہ الاالله کا قائل ہو اس کے قتل سے باز رہو۔اور کسی گناہ کی وجہ سے اس کو کافر مت کہو اور کسی عمل بد کی وجہ سے اس کو اسلام سے خارج نہ قرار دو۔''

اس لئے مسئلہ زیر بحث میں یہ شبہ پیدا ہو جاتا ہے کہ جو شخص نماز روزہ کا پابند ہے وہ اہل قبلہ میں داخل ہے۔تو پھر بعض عقائد میں خلاف کرنے یا بعض احکام کے تسلیم نہ کرنے سے اس کو کیسے کافر کہا جا سکتا ہے؟۔اور اسی شبہ کی بنیاد پر آج کل بہت سے مسلمان قسم ثانی کے مرتدین یعنی ملحدین وزنادقہ کو مرتد و کافر نہیں سمجھتے۔اور یہ ایک بھاری غلطی ہے جس کا صدمہ براہ راست اصول اسلام پر پڑتا ہے۔کیونکہ میں اپنے کلام سابق میں عرض کر چکا ہوں کہ اگر قسم دوم کے ارتداد کو ارتداد نہ سمجھا جائے تو پھر شیطان کو بھی کافر نہیں کہہ سکتے۔اس لئے ضرورت ہوئی کہ اس شبہ کے منشاء کو بیان کر کے اس کا شافی جواب ذکر کیا جائے۔اصل اس کی یہ ہے کہ شرح فقہ اکبر ص ۱۸۹ وغیرہ میں امام اعظم ابوحنیفہؒ سے اور حواشی شرح عقائد میں شیخ ابوالحسن اشعری سے اہل سنت والجماعۃ کا یہ مسلک نقل کیا گیا ہے:

''ومن قواعد اهل السنة و الجماعة ان لايكفروا احدمن اهل القبلة (كذافى شرح العقائد النسفية ص ۱۲۱) وفى شرح التحرير ص ۳۱۸ ج ۳ وسياقها عن ابى حنيفةؒ ولا نكفر اهل القبلة بذنب انتهى فقيده با لذنب فى عبارة الامام واصله فى حديث ابى داؤد كمامر آنفاً۔''

''اہل سنت والجماعۃ کے قواعد میں سے ہے کہ اہل قبلہ میں سے کسی شخص کی تکفیر نہ کی جائے۔(شرح عقائد نسفی)اور شرح تحریر ص ۳۱۸ ج ۳ میں ہے کہ یہ مضمون امام اعظم ابوحنیفہؒ سے منقول ہے کہ ہم اہل قبلہ میں سے کسی شخص کو کسی گناہ کی وجہ سے کافر نہیں کہتے۔سو اس میں بذنب کی قید موجود ہے اور غالباً یہ قید حدیث ابوداؤد کی بناء پر لگائی گئی ہے جو ابھی گذر چکی ہے۔''

جس کا صحیح مطلب تو یہ ہے کہ کسی گناہ میں مبتلا ہو جانے کی وجہ سے کسی مسلمان کو کافر مت کہو۔خواہ کتنا ہی بڑا گناہ ہو(بشرطیکہ کفر وشرک نہ ہو) کیونکہ گناہ سے مراد اس جگہ پر وہی گناہ ہے جو حد کفر تک نہ پہنچا ہو۔

''كمافى كتاب الايمان لابن تيميه حيث قال ونحن اذا قلنا اهل

السنة متفقون على أن لا يكفر بالذنب فانما تريد به المعاصي كالزنا والشرب انتهى اوضحه القونوي في شرح العقيدة الطحاوية۔ ''

'' جیسا کہ حافظ ابن تیمیہ کی کتاب الایمان میں ہے کہ ہم جب یہ کہتے ہیں کہ اہل سنت والجماعت اس پر متفق ہیں کہ اہل قبلہ میں سے کسی شخص کو کسی گناہ کی وجہ سے کافر نہ کہیں تو اس جگہ گناہ سے ہماری مراد معاصی مثل زنا و شراب خوری وغیرہ ہوتے ہیں اور علامہ قونوی نے عقیدہ طحاوی کی شرح میں اس مضمون کو خوب واضح کر دیا ہے۔''

ورنہ پھر اس عبارت کے کوئی معنی نہیں رہتے۔ اور لفظ بذنب کے اضافہ کی (جیسا کہ فقہ اکبر اور شرح تحریر کے حوالہ سے اوپر نقل ہوا ہے) کوئی وجہ باقی نہیں رہتی۔ اب شبہات کی ابتداء یہاں سے ہوئی کہ بعض علماء کی عبارتوں میں اختصار کے مواقع میں بذنب کا لفظ بوجہ معروف ومشہور ہونے کے چھوڑ دیا گیا۔ اور مسئلہ کا عنوان عدم تکفیر اہل القبلہ ہو گیا۔ حدیث وفقہ سے نا آشنا اور غرض متکلم سے ناواقف لوگ یہاں سے یہ سمجھ بیٹھے کہ جو شخص قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ لے اس کو کافر کہنا جائز نہیں۔ خواہ کتنے ہی عقائد کفریہ رکھتا ہو۔ اور اقوال کفریہ بکتا پھرے۔ اور یہ بھی خیال نہ کیا کہ اگر یہی لفظ پرستی ہے تو اہل قبلہ کے لفظوں سے تو یہ بھی نہیں نکلتا کہ قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے۔ بلکہ ان لفظوں کا مفہوم تو اس سے زائد نہیں کہ صرف قبلہ کی طرف منہ کر لے خواہ نماز بھی پڑھے یا نہ پڑھے۔ اگر یہ معنی مراد لئے جائیں تو پھر دنیا میں کوئی شخص کافر ہی نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ کبھی نہ کبھی ہر شخص کا منہ قبلہ کی طرف ہو ہی جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ لفظ اہل قبلہ کی مراد تمام اوقات واحوال کا استیعاب باستقبال قبلہ نہیں۔

خوب سمجھ لیجئے کہ لفظ اہل قبلہ ایک شرعی اصطلاح ہے جس کے معنی اہل اسلام کے ہیں اور اسلام وہی ہے جس میں کوئی بات کفر کی بتہ ہو۔ لہذا یہ لفظ صرف ان لوگوں کیلئے بولا جاتا ہے جو تمام ضروریات دین کو تسلیم کریں۔ اور آنحضرت ﷺ کے تمام احکام پر (بشرط ثبوت) ایمان لائیں۔ نہ ہر اس شخص کیلئے جو قبلہ کی طرف منہ کر لے۔ جیسے دنیا کی موجودہ عدالتوں میں اہل کار کا لفظ صرف ان لوگوں کیلئے بولا جاتا ہے جو باضابطہ ملازم اور قوانین ملازمت کا پابند ہو۔ اس کے مفہوم لغوی کے موافق ہر کام والے آدمی کو اہل کار نہیں کہا جاتا۔ اور یہ جو کچھ لکھا گیا علم فقہ وعقائد کی کتابیں تقریباً تمام اس پر شاہد ہیں جن میں سے بعض عبارات درج ذیل ہیں:۔

حضرت ملا علی قاریؒ شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں:

''اعلم ان المراد باهل القبلة الذين اتفقوا على ماهو من ضروريات الدين كحدوث العالم وحشر الاجساد وعلم الله تعالى بالكليات والجزئيات وما اشبه ذلك من المسائل المهمات فمن واظب طول عمره على الطاعات والعبادات مع اعتقاد قدم العالم ونفى الحشر اونفى علم سبحانه وتعالیٰ بالجزئيات لايكون من اهل القبلة وان المراد بعدم تكفير احد من اهل القبلة عند اهل السنة انه لا ۔ ۔ احد ما لم يوجد شئى من امارات الكفر وعلاماته ولم يصدر عنه شئى من موجباته ۔ شرح فقه اكبر ص ۱۸۹ ''

''خوب سمجھ لو کہ اہل قبلہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو ان تمام عقائد پر متفق ہوں جو ضروریات دین میں سے ہیں۔ جیسے حدوث عالم اور قیامت وحشر ابدان اور اللہ تعالیٰ کا علم تمام کلیات وجزئیات پر حاوی ہونا اور اس قسم کے دوسرے عقائد مہمہ۔ پس جو شخص تمام عمر طاعات وعبادات پر مداومت کرے۔ مگر ساتھ ہی عالم کے قدیم ہونے کا معتقد ہو یا قیامت میں مردوں کے زندہ ہونے کا یا حق تعالیٰ کے علم جزئیات کا انکار کرے وہ اہل قبلہ میں سے نہیں۔ اور یہ کہ اہل سنت کے نزدیک اہل قبلہ کی تکفیر نہ کرنے سے مراد یہی ہے کہ ان میں سے کسی شخص کو اس وقت تک کافر نہ کہیں۔ جب تک اس سے کوئی ایسی چیز سرزد نہ ہو جو علامات کفر یا موجبات کفر میں سے ہے۔''

اور شرح مقاصد مبحث سابع میں مذکور الصدر مضمون کو مفصل بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

''فلا نزاع فى كفر اهل القبلة المواظب طول العمر على الطاعات با عتقاد قدم العالم ونفى الحشر ونفى العلم بالجزئيات ونحو ذالك وكذلك بصدور شئى من موجبات الكفر عنه ۔ ''

''اس میں کسی کا اختلاف نہیں کہ اہل قبلہ میں سے اس شخص کو کافر کہا جائے گا جو اگر چہ تمام عمر طاعات وعبادات میں گزارے۔ مگر عالم کے قدیم ہونے کا اعتقاد رکھے یا قیامت وحشر کا یا حق تعالیٰ کے عالم جزئیات ہونے کا انکار کرے۔ اسی طرح وہ شخص جس سے کوئی چیز موجبات کفر میں سے صادر ہو جائے۔''

اور علامہ شامی نے رد المحتار باب الامامۃ جلد اول میں بحوالہ تحریر الاصول نقل فرمایا ہے:

''لاخلاف فى كفر المخالف من اهل القبلة المواظب طول عمره

على الطاعات كما فى شرح التحرير · شامى ج ا ص ٤١٤ باب الامامة · ''

''اس میں سے کسی کا خلاف نہیں کہ اہل قبلہ میں جو شخص ضروریات دین میں سے کسی چیز کا منکر ہو وہ کافر ہے۔ اگر چہ تمام عمر طاعات وعبادات میں گزار دے۔''

اور شرح عقائد نسفی کی شرح نبراس میں ہے:

''اهل القبلة فى اصطلاح المتكلمين من يصدق بضروريات الدين الى قوله فمن ا· شيئا من الضروريات (الى قوله) لم يكن من اهل القبلة ولوكان مجاهد ابالطاعات و كذلك من باشر شئيا من امارات التكذيب كسجود صنم والاهانة بامر شر عى والا ستهزاء عليه فليس من اهل القبلة ومعنى عدم تكفير اهل القبلة ان لا يكفر بارتكاب المعاصى ولا بانكار الا مور الخفية غير المشهورة هذا ما حققه المحققون · نبر اس ص ٣٤٢ من قواعد اهل السنة ان لايكفر احد من اهل القبلة · ''

اہل قبلہ متکلمین کی اصطلاح میں وہ شخص ہے جو تمام ضروریات دین کی تصدیق کرے۔ پس جو شخص ضروریات دین میں سے کسی چیز کا انکار کرے وہ اہل قبلہ میں سے نہیں۔ اگر چہ عبادت واطاعت میں مجاہدات کرنے والا ہو۔ ایسے ہی وہ شخص جو علامات کفر وتکذیب میں سے کسی چیز کا مرتکب ہو۔ جیسے بت کو سجدہ کرنا یا کسی امر شرعی کی اہانت واستہزاء کرنا وہ اہل قبلہ میں سے نہیں اور اہل قبلہ کی تکفیر نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ معاصی کے ارتکاب کی وجہ سے اس کو کافر نہ کہیں اور نہ ایسے امور کے انکار کی وجہ سے کافر کہیں جو اسلام میں مشہور نہیں۔ یعنی ضروریات دین میں سے نہیں۔

تنبیہ: کسی مسلمان کو کافر کہنے کے معاملہ میں آج کل ایک عجیب افراط وتفریط رونما ہے۔ ایک جماعت ہے کہ جس نے مشغلہ یہی اختیار کرلیا ہے کہ ادنیٰ معاملات میں مسلمانوں پر تکفیر کا حکم لگادیتے ہیں اور جہاں ذراسی کوئی خلاف شرع حرکت کسی سے دیکھتے ہیں تو اسلام سے خارج کہنے لگتے ہیں۔ اور دوسری طرف نو تعلیم یافتہ آزاد خیال جماعت ہے جس کے نزدیک کوئی قول وفعل خواہ کتنا ہی شدید اور عقائد اسلامیہ کا صریح مقابل ہو کفر کہلانے کا مستحق نہیں۔۔ وہ ہر مدعی اسلام کو مسلمان کہنا فرض سمجھتے ہیں۔ اگر چہ اس کا کوئی عقیدہ اور عمل اسلام کے موافق نہ ہو اور ضروریات دین کا انکار کرتا ہو۔ اور جس طرح کسی مسلمان کو کافر کہنا ایک سخت پر خطر معاملہ ہے اسی

طرح کافر کو مسلمان کہنا بھی اس سے کم نہیں ۔ کیونکہ حدود کفر و اسلام میں التباس بہر دو صورت لازم آتا ہے۔ اس لئے علماء امت نے ہمیشہ ان دونوں معاملوں میں نہایت احتیاط سے کام لیا ہے۔
امر اول کے متعلق تو یہاں تک تصریحات ہیں کہ اگر کسی شخص سے کوئی کام خلاف شرع صادر ہو جائے اور اس کلام کی مراد میں محاورات کے اعتبار سے چند احتمال ہوں اور سب احتمالات میں یہ کلام ایک کلمہ کفر بنتا ہو۔ لیکن صرف ایک احتمال ضعیف ایسا بھی ہو کہ اگر اس کلام کو اس پر حمل کیا جائے تو معنی کفر نہیں رہتے ۔ بلکہ عقائد حقہ کے مطابق ہو جاتے ہیں تو مفتی پر واجب ہے کہ اسی احتمال ضعیف کو اختیار کر کے اس کے مسلمان ہونے کا فتوی دے۔ جب تک کہ خود وہ متکلم اس کی تصریح نہ کرے کہ میری مراد یہ معنی نہیں ۔ اسی طرح اگر کوئی مسلمان کسی ایسے عقیدہ کا قائل ہو جاوے جو آئمہ اسلام میں سے اکثر لوگوں کے نزدیک کفر ہو۔ لیکن بعض آئمہ اس کے کفر ہونے کے قائل نہ ہوں تو اس کفر مختلف فیہ سے بھی مسلمان پر کفر کا حکم کرنا جائز نہیں ۔ (صرح به فی البحر الرائق باب المرتدین ج ٥) ومثله فی ردالمحتار وجامع الفصولین من باب کلمات الکفر!

اور امر دوم کے متعلق بھی صحابہ کرامؓ اور سلف صالحینؒ کے تعامل نے یہ بات متعین کر دی کہ اس میں تہاون و تکاسل کرنا اصول اسلام کو نقصان پہنچانا ہے۔ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد جو لوگ مرتد ہوئے تھے۔ ان کا ارتداد قسم دوم ہی کا ارتداد تھا۔ صریح طور پر تبدیل مذہب (عموماً) نہ تھا۔ لیکن صدیق اکبرؓ نے ان پر جہاد کرنے کو اتنا زیادہ اہم سمجھا کہ نزاکت وقت اور اپنے ضعف کا بھی خیال نہ فرمایا۔ اسی طرح مسیلمہ کذاب مدعی نبوت اور اس کے ماننے والوں پر جہاد کیا جس میں جمہور صحابہؓ شریک تھے۔ جن کے اجماع سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ جو شخص ختم نبوت کا انکار کرے یا نبوت کا دعویٰ کرے وہ مرتد ہے۔ اگرچہ تمام ارکان اسلام کا پابند اور زاہد و عابد ہو۔

ضابطہ تکفیر: اس لئے تکفیر مسلم کے بارہ میں ضابطہ شرعیہ یہ ہو گیا کہ جب تک کسی شخص کے کلام میں تاویل صحیح کی گنجائش ہو اور اس کے خلاف کی تصریح متکلم کے کلام میں نہ ہو۔ یا اس عقیدہ کے کفر ہونے میں ادنیٰ سے ادنیٰ اختلاف آئمہ اجتہاد میں واقع ہو۔ اس وقت تک اس کے کہنے والے کو کافر نہ کہا جائے ۔ لیکن اگر کوئی شخص ضروریات دین میں سے کسی چیز کا انکار کرے یا کوئی ایسی ہی تاویل و تحریف کرے جو اس کے اجماعی معانی کے خلاف معنی پیدا کر دے تو اس شخص کے کفر میں کوئی تامل نہ کیا جائے ۔ والله سبحانه وتعالىٰ اعلم!

تنبیہ ضروری: مسئلہ زیر بحث میں اس بات کا ہر وقت خیال رکھنا ضروری ہے کہ یہ مسئلہ نہایت نازک ہے۔ اس میں بیبا کی اور جلد بازی سے کام لینا سخت خطرناک ہے۔ مسئلہ کی دونوں جانب نہایت احتیاط کی مقتضی ہیں۔ کیونکہ جس طرح کسی مسلمان کو کافر کہنا وبال عظیم ہے اور حسب تصریح حدیث اس کہنے والے کے کفر کا اندیشہ قوی ہے۔ اسی طرح کسی کافر کو مسلمان کہنا یا سمجھنا بھی اس سے کم نہیں۔ جیسا کہ عبارت شفاء سے منقول ہے۔ اور شفاء میں مسئلہ کی نزاکت کو بایں الفاظ بیان فرمایا ہے:

''ولمثل هذاذهب ابو المعالى رحمة الله فى اجو بته لا بى محمد عبدالحق وكان سالم عن المسالة فاعتذر له بان الغلط فيها يصعب لان ادخال كافرفى الملة واخراج مسلم عنها عظيم فى الدين۔ شفا ج ۲ ص ۲٤۱ فصل فى تحقيق القول فى اكفار المتاؤلين۔''

''ابوالمعالی نے جو محمد عبدالحق کے سوالات کے جواب لکھے ہیں۔ ان میں ان کا بھی یہی مذہب ثابت ہے۔ کیونکہ ان سے ایسا ہی سوال کیا گیا تھا جس کے جواب میں انہوں نے عذر کر دیا کہ اس بارہ میں غلطی سخت مصیبت کی چیز ہے۔ کیونکہ کسی کافر کو مذہب اسلام میں داخل سمجھنا یا مسلمان کو اس سے خارج سمجھنا دین میں بڑے خطرہ کی چیز ہے۔''

اسی لئے ایک جانب تو یہ احتیاط ضروری ہے کہ اگر کسی شخص کا کوئی مبہم کلام سامنے آئے جو مختلف وجوہ کو محتمل ہو اور سب وجوہ سے عقیدہ کفریہ قائل کا ظاہر ہوتا ہو۔ لیکن صرف ایک وجہ ایسی بھی ہو جس سے اصطلاحی معنی اور صحیح مطلب بن سکے۔ گو وہ وجہ ضعیف ہی ہو۔ تو مفتی و قاضی کا فرض ہے کہ اس وجہ کو اختیار کر کے اس شخص کو مسلمان کہے۔ (كما صرح به فى الشفاء فى هذه الصفحة وبمثله صرح فى البحر وجامع الفصولين وغيره)

اور دوسری طرف یہ لازم ہے کہ جس شخص میں کوئی وجہ کفر کی یقیناً ثابت ہو جائے۔ اس کی تکفیر میں ہرگز تاخیر نہ کرے اور نہ اس کے متبعین کو کافر کہنے میں دریغ کرے۔ جیسا کہ علماء امت کی تصریحات محررہ بالا سے بخوبی واضح ہو چکا۔ والله اعلم وعلمه اتم واحكم !

تتمہ مسئلہ از امداد الفتاویٰ جلد سادس

یہ کل بیان اس صورت میں تھا جب کہ کسی شخص یا جماعت کے متعلق عقیدہ کفریہ رکھنا یا

اقوال کفریہ کا کہنا متیقن طریق سے ثابت ہو جائے۔لیکن اگر خود اسی میں کسی موقع پر شک ہو جائے کہ یہ شخص اس عقیدہ کا معتقد یا اس قول کا قائل ہے یا نہیں۔تو اس کے لئے احوط واسلم وہ طریق ہے جو امداد الفتاویٰ میں درج ہے۔جس کو بعینہ ذیل میں بطور تتمہ نقل کیا جاتا ہے۔

اگر کسی خاص شخص کے متعلق یا کسی خاص جماعت کے متعلق حکم بالکفر میں تردد ہو خواہ تردد کے اسباب علماء کا اختلاف ہو خواہ قرائن کا تعارض ہو یا اصول کا غموض' تو اسلم یہ ہے کہ نہ کفر کا حکم کیا جائے نہ اسلام کا حکم۔اول میں تو خود اس کے معاملات کے اعتبار سے بے احتیاطی ہے اور حکم ثانی میں دوسرے مسلمانوں کے معاملات کے اعتبار سے بے احتیاطی ہے۔پس احکام میں دونوں احتیاطوں کو جمع کیا جائے گا۔یعنی اس سے نہ عقد مناکحت کی اجازت دیں گے نہ اس کی اقتداء کریں گے نہ اس کا ذبیحہ کھائیں گے۔اور نہ اس پر سیاست کافرانہ جاری کریں گے۔اگر تحقیق کی قدرت ہو اس کے عقائد کی تفتیش کریں گے اور اس تفتیش کے بعد جو ثابت ہو ویسے ہی احکام جاری کریں گے۔اور اگر تحقیق کی قدرت نہ ہو تو سکوت کریں گے اور اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کریں گے۔اس کی نظیر وہ حکم ہے جو اہل کتاب کی مشتبہ روایات کی متعلق حدیث میں وارد ہے:

''لا تصدقوا اهل الكتاب ولا تكذبو هم وقولوا آمنا بالله وما انزل الينا الاية البخارى ج۲ ص ۱۰۹۴ باب لاتسئلوا هل الكتاب''

''نہ اہل کتاب کی تصدیق کرو نہ تکذیب بلکہ یوں کہو کہ ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور اس وحی پر جو ہم پر نازل ہوئی۔''

دوسری فقہی نظیر احکام خنثیٰ کے ہیں:

''يوخذ فيه بالاحوط والاوثق فى امور الدين وان لايحكم بثبوت حكم وقع الشك فى ثبوته واذا وقف خلف الا مام قام بين صف الرجال والنساء ويصلى بقناع ويجلس فى صلاته جلوس المرأة ويكره له فى حياته لبس الحلى والحرير وان يخلوا به غير محرم من رجل اوامرأة اويسافر مع غير محرم من الرجال والاناث ولا يغسله رجل ولا امرأة ويتيمم با لصعيد ويكفن كما يكفن الجارية وامثاله مما فصله الفقهاء! ١١ شعبان ٥١ھ / جو اهر الفقه ج ١ ص ٣٨''

''خنثی مشکل کے بارہ میں امور دین میں وہ صورت اختیار کی جائے جس میں احتیاط ہو اور کسی ایسی چیز کے ثبوت کا اس پر حکم نہ کیا جائے جس کے ثبوت میں شک ہو اور جب وہ امام کے پیچھے نماز کی صف میں کھڑا ہو تو مردوں اور عورتوں کی صف کے درمیان کھڑا ہو۔ اور عورتوں کی طرح دوپٹہ اوڑھ کر نماز پڑھے اور قعدہ میں اس طرح بیٹھے جیسے عورتیں بیٹھتی ہیں۔ اور اس کے لئے زیور اور ریشمی کپڑا پہننا مکروہ ہے۔ اور یہ بھی مکروہ ہے کہ کوئی مرد یا عورت غیر محرم اس کے ساتھ خلوت میں بیٹھے یا ایسے مرد یا عورت کے ساتھ سفر کرے جو اس کا محرم نہ ہو اور مرنے کے بعد اس کو نہ کوئی مرد غسل دے نہ عورت۔ بلکہ تیمم کرا دیا جائے اور کفن ایسا دیا جائے جیسا لڑکیوں کو دیا جاتا ہے اور اسی طرح دوسرے احکام جن کو فقہاء نے مفصل لکھا ہے۔''

مشورہ: یہ بحث کہ کن کن امور سے کوئی مسلمان خارج از اسلام ہو جاتا ہے اور حکم تکفیر کے لئے شرعی ضابطہ کیا ہے۔ اور اہل قبلہ کو کافر نہ کہنے کی کیا مراد ہے۔ اس کے متعلق ایک جامع مانع بہترین رسالہ رئیس المحدثین حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کاشمیری رحمتہ اللہ علیہ کا اکفار الملحدین کے نام سے عربی زبان میں شائع ہو چکا ہے۔ جو حضرات ان مسائل کو مکمل دیکھنا چاہتے ہیں اس کی مراجعت کریں۔ (اس کا اب اردو ترجمہ بھی ہو گیا ہے۔ عام مل جاتا ہے۔ مرتب)

سوال دوم: اس عام سوال کے بعد چند فرقوں کے متعلق خاص طور پر سوال کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اوّل فرقہ چکڑالویہ۔ دوم فرقہ مرزائیہ۔ ان دونوں فرقوں کے عقائد درج ذیل ہیں۔ ان عقائد کو زیر نظر رکھتے ہوئے ان فرقوں کے متعلق تحریر فرمایا جائے کہ یہ فرقے دائرہ اسلام میں داخل ہیں یا نہیں۔

نوٹ: اس رسالہ میں روافض سے متعلق بھی بحث تھی۔ جو بوجہ کتاب کا موضوع نہ ہونے کے ہم نے ترک کر دی ہے۔ (مرتب)

فرقہ چکڑالویہ کے عقائد

پنجاب میں ایک فرقہ ہے جو اپنے آپ کو اہل قرآن کہتا ہے۔ اس کا بانی عبداللہ چکڑالوی ہے اور اسی کی طرف اس کی نسبت کی جاتی ہے۔ اس فرقہ کے عقائد کا نمونہ خود بانی فرقہ عبداللہ چکڑالوی کی کتاب (برہان الفرقان علی صلوٰۃ القرآن) سے بحوالہ صفحات لکھا جاتا ہے۔ تا کہ علمائے کرام اس پر غور فرمائیں کہ یہ فرقہ اور اس کے متبعین مسلمان ہیں یا نہیں۔ وہ عقائد بعینہ

اس کے الفاظ میں یہ ہیں:

منقول از برہان الفرقان علیٰ صلوٰۃ القرآن از عبداللہ چکڑالوی

۱..........قرآن مجید ہی کی سکھائی نماز پڑھنی فرض ہے اور اس کے سوا اور کسی طرح کی نماز پڑھنا کفرو شرک ہے۔ (ص۵سطر۶)

۲..........سنو کہ وہ شے محض قرآن مجید ہی ہے جو رسول اللہ کی طرف وحی کی گئی۔ اس کے سوا اور کوئی چیز ہرگز خاتم النبیین پر وحی نہیں ہوئی۔ (ص۹سطر۳)

۳..........آسمانی کتاب کے سوا ہر ایک دینی کام کرنا شرک و کفر ہے۔ خواہ کوئی ہو جو ایسا کرے وہ مشرک ہو جاتا ہے۔ (ص۱۲سطر۱۶)

۴..........جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے ماسوائے کتاب اللہ کے بھی احکام بتائے ہیں۔ وہ حقیقت میں خاتم النبیین پر سب کرتے ہیں۔ (ص۱۵سطر۲۱)

۵..........سوائے اللہ تعالیٰ اور کا حکم ماننا بھی اعمال صحیح کا باطل کرنے والا باعث ابدی ودائمی عذاب ہے۔ افسوس شرک فی الحکم میں آج کل اکثر لوگ مبتلا ہیں۔ (ص۱۶سطر۲۱)

۶..........لیکن شرک فی الحکم لوگوں کی طبیعتوں میں ایسا مل گیا ہے کہ اس کو اب وہ ایک دینی مسئلہ سمجھتے ہیں اور اس کے برا ہونے کا ان کو خیال تک بھی نہیں آتا۔ بلکہ اس کے برا سمجھنے والے کو برا سمجھتے ہیں۔ اعلانیہ بڑے زوروشور سے کہتے ہیں اور اس اپنے کہنے پر قرآن شریف سے دلائل پیش کرتے ہیں کہ جس طرح اللہ کا حکم ماننا فرض ہے اسی طرح رسول اللہ سلام علیہ کا العجب ثم العجب اور اس مشرکانہ خیال کو اصل اصول جانتے ہیں۔ (ص۱۷سطر۲)

۷..........پس واضح ہو کہ مطابق الرحمٰن علم القرآن کے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں تعلیم دی ہے اور بس دیگر ذریعہ سے تعلیم نہیں دی۔ (ص۱۹سطر۱۵)

۸..........اور جس رسول کی فرمانبرداری کا حکم ہوا ہے۔ وہ خاص قرآن مجید ہی ہے۔ واجب الاتباع دو چیزیں نہیں بلکہ ایک ہی شے ہے قرآن مجید۔ اور محمد رسول اللہ سلام علیہ بے شک دو چیزیں ہیں۔ لیکن آپ کی فرمانبرداری کا قرآن مجید میں کسی جگہ حکم نہیں ہوا۔

(ص۲۱سطر۱۱)

۹..........میں محمد رسول اللہ کو دل و جان سے رسول جانتا ہوں۔ مگر جن آیات میں

رسول اللہ کی فرمانبرداری کا حکم ہوا۔ وہاں رسول اللہ سے مراد فقط قرآن مجید ہی ہے۔

(ص۲۱ سطر۱۹)

۱۰.........لیکن محمد رسول اللہ صرف اپنے زمانہ کے لوگوں کے ہی پاس آئے تھے۔ آج کل کے لوگوں میں سے آپ کسی کے پاس نہیں آئے۔ اگر کسی صاحب کے پاس آپ کی آمدورفت ہوتو بتادیں:"یاایھاالذین آمنوا اطیعوا اللہ ورسولہ ولاتولوا عنہ۔" اس جگہ رسول اللہ سے مراد آپ کی ذات نہیں ہو سکتی۔ ورنہ معنی لغو ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا رسول اللہ سے مراد اس جگہ پر قرآن مجید ہی ہے۔ (ص۳۰ سطر۱)

۱۱.........''ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی۔'' واضح ہو کہ پیروی اور اتباع سے صرف یہ مراد ہے کہ جس طرح قرآن مجید پر میں عمل کرتا ہوں اسی طرح تم بھی عمل کرو۔ کسی مومن یا رسول کا ہر ایک فعل واجب الاتباع نہیں۔ (ص۳۴ سطر۱)

۱۲.........واضح ہو کہ کتاب اللہ میں جنبی کو صرف نماز سے روکا گیا ہے۔ جیسے کہ آیت:'' ولاتقربوا الصلوٰۃ '' سے ثابت ہے۔ لیکن قرآن مجید پڑھنے سے کہیں نہیں روکا گیا۔ (ص۵۸ سطر۱۰)

۱۳.........مسواک کے بیان کے ذیل میں لکھتا ہے کہ اگر بالفرض رسول اللہ سلام علیہ نے یہ باتیں کہی بھی ہیں تو وحی خفی سے نہیں۔ بلکہ عقل انسانی سے۔ (ص۶۰ سطر۱۴)

۱۴.........''یا ایھا الذین آمنوا اذا قمتم الی۔ آخر الایۃ '' مطابق آیت بالا یقیناً پاؤں کا دھونا بھی فرض ہے۔ مسح جائز نہیں۔ خواہ ننگے پاؤں پر ہو خواہ جرابوں پر یا موزوں پر۔ جس قدر ایسی احادیث ہیں جن میں یہ ذکر ہے کہ رسول اللہ سلام علیہ نے موزوں اور جرابوں پر مسح کیا اور دوسروں کو ایسا کرنے کی اجازت دی۔ سب باطل اور رسول اللہ پر افتراء ہیں۔

(ص۶۴ سطر۱)

۱۵.........قرآن سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ شرمگاہ کو ہاتھ لگنے' اور نکسیر پھوٹنے' آگ کی پکی ہوئی چیزیں' یا اونٹ کا گوشت کھانے' یا قے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ جن احادیث میں یہ مضمون ہے کہ یہ چیزیں وضو کو توڑنے والی ہیں۔ وہ بے ہودہ اور مردود ہیں۔ (ص۸۲ سطر۱)

عقائد فرقہ ہذا مندرجہ الصلوۃ للہ!

عقائد فاسدہ: دلائل کاسدہ:

عقیدہ:۱........آسمانی کتابوں میں کوئی فرق نہیں سب ہم رتبہ وہم پلہ ہیں۔

دلیل:۱........جس چیز کا بیج ازل سے جاری ہوا ابد تک رہے گا بدلنے کا امکان نہیں ہے۔ایسی ہی کتابیں ایک خدا کی ہیں سب یکساں ہوں گی لا تبدیل لخلق الله!

عقیدہ:۲........نبیوں میں فرق نہیں ہے سب ایک درجہ کے ہیں اور سلسلہء نبوت تا قیامت جاری رہے گا۔

دلیل:۲........"لا نفرق بین احد من رسله ولن تجد لسنة الله تحویلا"

عقیدہ:۳........اوقات نماز چار ہیں۔تہجد'فجر'مغرب'ظہر۔

دلیل:۳........تہجد کا وقت نفل کے لئے باقی کا فرض کے لئے ہے۔دلیل یہ ہے:
"رب المشرق والمغرب ۰ واقم الصلوۃ لدلوك الشمس...... الخ"

عقیدہ:۴........قبلہ پورب اور پچھم دو طرف ہے۔تہجد و فجر مشرق جانب اور ظہر و مغرب پچھم جانب ہیں۔

دلیل:۴........دلیل:"رب المشرق والمغرب ۰ "ہے۔غرض جب آفتاب پورب کی سمت میں ہو تو پورب کرے۔جیسے تہجد و فجر میں اور جب پچھم ہو تو پچھم کی جانب۔جیسے ظہر و مغرب میں۔

عقیدہ:۵........تکبیر نماز اللہ اکبر نہیں ہے۔بلکہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے۔

دلیل:۵........سلیمان علیہ السلام کا قصہ:"انه من سلیمان وانه بسم الله الرحمن الرحیم"موجود ہے۔

عقیدہ:۶........ارکان چودہ ہیں جو داخل نماز ہیں اور وہ یہ نہیں ہیں جو لوگ سمجھتے ہیں۔اور عقیدہ رکھتے ہیں۔

دلیل:۶........"انا اعطینا ك الكوثر"کوثر سے مراد سبع مثانی۔سبع مثانی سے مراد چودہ اور چودہ سے مراد ارکان۔

عقیدہ:۷..........یہ اذان ممنوع ہے۔آثار آسمانی سے نمازی آوے گا۔

دلیل:۷..........قرآن میں ذکر نہیں ہے۔بلکہ:'' ان انکر الاصوات لصوت الحمیر'' آیا ہے۔

عقیدہ:۸.......... وضو کا لفظ خودساختہ اور غلط ہے۔اصل لفظ غسل سکر ہے۔

دلیل:۸..........''فاغسلوا وجوهکم وایدیکم الی المرافق''

عقیدہ:۹..........وضو میں صرف ہاتھ منہ دھونا ہے اور سر پیر کا مسح کرنا ہے بس۔

عقیدہ:۱۰.......... جب سے زمانہ نے رنگ بدلا اور میرے جانشین ہوئے اصلی نماز کی صورت بگاڑ دی اور مشرکانہ دعائیں شامل کر دی ہیں۔

عقیدہ:۱۱..........رکعت کا لفظ قصر (قصر) تعریف ہو کر بنا ہے۔اصل قصر اولی اخری ہے۔رکعت اولی رکعت اخری نہیں ہے۔

عقیدہ:۱۲ صلوٰۃ جنازہ میں ہاتھ نہ باندھے۔

دلیل:۱۲..........''واخفض جنا حك للمؤمنین ۰ ''دلیل ہے۔

عقیدہ:۱۳..........رمضان شریف کا مہینہ تیس دن کا ہے۔

دلیل:۱۳..........''وواعدنا موسی ثلثلین لیلة ۰ ''دلیل ہے۔

عقیدہ:۱۴..........''شهر رمضان'' سے شمسی مہینہ مراد ہے۔

دلیل:۱۴..........ورنہ آیت بالا کے معنیٰ درست نہ ہوں گے۔

۱۵..........صورت نماز اہل قرآن یہ ہے کہ اپنی تکبیر کہتا ہوا بصورت قعدہ بیٹھ جائے۔ پھر تکبیر کے ساتھ کھڑا ہو۔پھر بایاں ہاتھ دائیں بغل میں دبائے اور دایاں ہاتھ بائیں شانے پر رکھے۔پھر رکوع کرے۔پھر سجدہ میں ٹھوڑی رکھے۔پھر سر۔پھر جلسہ میں آئے اور سینہ میں ہاتھ رکھے۔پھر سجدہ کرے۔وغیرہ وغیرہ۔

الجواب!

۱..........''قل اطیعوا الله والرسول فان تولوا فان الله لا یحب الکافرین ۰ آل عمران: ۳۲''

۲..........''قال الله تبارك و تعالی ۰ وما ارسلنامن رسول الا لیطاع

بـاذن اللّٰه ولـو ا نهـم اذظـلـموا انـفسهـم جاؤك فاستغفروا اللّٰه واستغفر لهم الرسول لو جدوا اللّٰه تو ابا رحيماً ۰ نساء:٦٤ ‘‘

٣.........’’يـا ايهـا الـذين أمنوا اطيعوا اللّٰه واطيعو االرسول و اولی الامر منکم فان تنازعتم فی شیء فردوه الی اللّٰه والرسول ۰ نساء:٥٩ ‘‘

٤.........’’ واطيـعـوا اللّٰه واطيعوا الرسول ۰ فان تو ليتم فانما علی رسولنا البلا غ المبين ۰ تغابن:١٢ ‘‘

٥.........’’مـاكـان لـمـؤمن ولا مؤمنة اذا قضی اللّٰه ورسوله امرا ان يـكون لهم الخير ة من امرهم ۰ ومن يعص اللّٰه ورسوله فقدضل ضلالا مبيناً ۰ الاحزاب:٣٦ ‘‘

٦.........’’فـلا وربك لايـؤ مـنون حتی يحكموك فيما شجر بينهم ثم لايجد وافی انفسهم حرجاً مما قضيت ويسلمو اتسليماً ۰ نساء :٦٥ ‘‘

٧.........’’قـل ان كـنتـم تـحبـون اللّٰه فـاتبـعونی يحببكم اللّٰه ۰ آل عمران:٣٠ ‘‘

٨.........’’ومـا اتـاكـم الرسـول فـخـذوه ومـا نهـا كم عـنـه فانتهوا ۰ حشر:٧ ‘‘

٩.........’’هـوالـذی بعث فی الا ميين رسولا منهم يتلوا عليهم اياته ويـزكيهـم ويـعـلـمهـم الـكتـاب والـحـكـمة وان كـانـوامـن قبل لفی ضلال مبين ۰ جمعه:٢ ‘‘

١٠.........’’وانـزلـنـا اليك الـذكـرلتبيـن لـلناس ما نزل اليهم ولعلهم يتفكرون ۰ نحل:٤٤ ‘‘

١١.........’’وارسـلـنـاك لـلـنـاس رسـو لاوكفی باللّٰه شهيداً ۰ من يطع الرسول فقداطاع اللّٰه ومن تو لی فما ارسلناك عليهم حفيظاً ۰ نساء:٧٩`٨٠ ‘‘

١٢.........’’لقد كان لكم فی رسول اللّٰه اسوة حسنة ۰ احزاب:٢١ ‘‘

١٣.........’’ومـن يشـا قـق الرسول من بعد ما تبين له الهدی ويتبع غيـر سبيـل الـمؤ مـنيـن نـو لــه مـا تـولـی ونصلـه جهنم وساء ت مصيراً ۰

نساء:۱۱۵''

۱۴......''فامنوا بالله ورسوله النبی الامی الذی یؤ من بالله وکلماته واتبعوه لعلکم تهتدون ۰الاعراف:۱۵۸''

۱۵......''فلیحذرالذین یخالفون عن امره ان تصیبهم فتنة اویصیبهم عذاب الیم ۰نور:۶۳''

۱۶......''واذاقیل لهم تعالواالیٰ ماانزل الله والی الرسول رأیت المنافقین یصدون عنك صدودا ۰نساء:۶۱''

آیات مذکورہ بالا نیز دیگر آیات کثیرہ سے نہایت صراحت اور وضاحت کے ساتھ دو امر ثابت ہوتے ہیں۔

ایک یہ کہ قرآن مجید اپنے ماننے والوں کو جس طرح احکام قرآنیہ کی اطاعت کا حکم دیتا ہے۔اسی طرح آنحضرت ﷺ کے احکام کی اطاعت پر مجبور کرتا ہے۔جیسا کہ آیت نمبر ا و آیت نمبر ۸ سے ثابت ہوتا ہے۔

دوسرے یہ کہ آنحضرت ﷺ کی بعثت کے مقاصد میں سے یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ قرآن مجید کے صحیح مطالب و صحیح تفسیر بیان فرمائیں۔جیسا کہ آیت نمبر ۹ و نمبر ۱۰ سے ثابت ہے۔

اسی لئے جب کسی آیت کے متعلق آپ ﷺ سے کوئی تفسیر منقول ہو تو اس کے مخالف کوئی دوسری تفسیر ہرگز قابل التفات نہ ہوگی۔اگرچہ الفاظ قرآن میں باعتبار لغت کے اس کا احتمال بھی موجود ہو۔

آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک سے آج تک تمام امت محمدیہ کا یہی اعتقاد رہا ہے۔اور اگر کسی نے کبھی اس کے خلاف عقیدہ ظاہر کیا ہے تو اسکو باجماع مسلمین کافر و مرتد سمجھا گیا اور اس کے ساتھ وہی معاملہ کیا گیا جو کفار و مرتدین کے ساتھ شریعت میں معمول ہے۔

ایسی ہی تفسیر کے متعلق حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''ان الذین یلحدون فی آیاتنا لایخفون علینا ۰ افمن یلقی فی النار خیرام من یاتی امنا یوم القیامة ۰ اعملواماشئتم ۰ انه بما تعملون بصیر ۰ حم سجده:۴۰''

حضرت ابن عباسؓ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"هـويضع الكلام على غير موضعه اخرجه ابن ابى حاتم۔ (كذافي الاتقان ص ١٩١ ج ٢) "الحادکرنے والاوہ شخص ہے جوکلام کو بے محل استعمال کرے۔

اورتفسیر روح المعانی میں ہے:

"ينحرفون فى تاويل آيات القران عن جهة الصحت والاستقامة يحملونها على المحامل الباطلة وهومراد ابن عباس بقوله يضعون الكلام فى غير موضعه انتهى ثم قال فى تفسير قوله تعالىٰ) افمن يلقى فى النار الاية تنبيه علىٰ كيفية الجزاء (ثم قال فى قوله) اعملوا ماشئتم تهديد شديد للكفر الملحلدين الذين يلقون فى النار (روح ص ١١٢ و١١٣ ج ٢٤)"

"وہ آیات کی تفسیر میں صحت واستقامت سے علیحدہ ہوتے ہیں اوران کومعانی باطلہ پر محمول کرتے ہیں اوریہی مراد حضرات ابن عباسؓ کی ہے۔اس ارشاد سے کہ وہ لوگ کلام کو بے محل استعمال کرتے ہیں(اس کے بعدحق تعالیٰ کے ارشاد:"افمن يلقى فى النار۔الايه" کی تفسیر میں لکھا ہے) کہ یہ اس پرتنبیہ ہے کہ کفارملحدین کی سزاکیسی ہوگی (پھر:"اعملوا ماشئتم" کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ یہ تہدیدشدید ہے کفارملحدین کے لئے جوجہنم میں ڈالے جائیں گے۔"

عقائد نسفی ہے:

"النصوص علىٰ ظاهرها والعدول عنها الى معان يدعيها اهل الباطل الحاد"

"نصوص اپنے ظاہری معانی پرمحمول ہیں اوران معانی سے ایسے معانی کی طرف عدول کرنا جن کااہل باطل دعوٰی کرتے ہیں الحاد ہے۔"

اورعلامہ سیوطیؒ نے اتقان میں نقل کیا ہے کہ ایک شخص آیت کریمہ:" من ذاالذى يشفع عنده "کے الفاظ کوتحلیل کرکے:"من ذل ذى "قراردے کریہ تفسیر کرتا تھا کہ(جوشخص اپنے نفس کوذلیل کرے۔وہ اللہ کے نزدیک سفارش کرسکتا ہے۔

شیخ الاسلام سراج الدین بلقینیؒ سے اس کے متعلق سوال کیا گیا تو یہ فتوٰی دیا کہ وہ ملحد زندیق ہے۔(اتقا ن مصرى ص١٩١ ج ٢ فضل مايحتاج اليه المفسر)

اورقرآن شریف میں ہے:

"لا تحرك به لسانك لتعجل به ان علينا جمعه وقرانه فاذاقرأناه

فاتبع قرآنه ثم ان علینا بیانه ۔ القیامة ۱۶"

"اے پیغمبر! آپ قرآن پر اپنی زبان نہ ہلایا کیجئے۔ تاکہ آپ اس کو جلد جلدی لیں۔ ہمارے ذمہ ہے اس کا جمع کر دینا۔ اور اس کا پڑھوا دینا تو جب ہم اس کو پڑھنے لگا کریں تو آپ اس کے تابع ہو جایا کیجئے۔ پھر اس کا بیان کر دینا ہمارے ذمہ ہے؟۔

الغرض آیات وعبارات مذکورہ سے واضح ہوا کہ جو شخص وہ عقائد رکھے جو فرقہ چکڑالویہ کی کتابوں سے سوال میں ظاہر کئے گئے ہیں وہ بلاشبہ ملحد و زندیق اور کافر خارج از اسلام ہے۔ کیونکہ وہ بہت سی ضروریات دین کا منکر ہے۔ جیسا کہ عقائد مذکورہ کے دیکھنے والے پر مخفی نہیں رہ سکتا۔ عقائد مذکورہ کا ضروریات دین کے خلاف ہونا چونکہ بالکل بدیہی اور آفتاب کی طرح روشن ہے۔ اس لئے ضرورت نہیں کہ ہر عقیدے کے متعلق جدا جدا کچھ لکھا جاوے۔

علاوہ ازیں اس وقت ہجوم مشاغل کے سبب فرصت بھی نہیں۔ آئندہ اگر فرصت ملی یا کسی دوسرے صاحب نے ہمت کی اور اس کی تفصیل لکھ دی تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کو اس رسالہ کا ضمیمہ بنا دیا جاوے گا۔

فرقہ مرزائیہ کے عقائد

مرزا غلام احمد ساکن قادیان ضلع گورداسپور پنجاب اس فرقہ کا بانی ہے اور اس وقت اس فرقہ کی تین پارٹیاں مشہور ہیں۔ ایک ظہیر الدین اروپی کی متبع اور دوسری مرزا محمود کی متبع جس کو قادیانی پارٹی کہا جاتا ہے۔ تیسرے مسٹر محمد علی لاہوری کی متبع جس کو لاہوری پارٹی کہا جاتا ہے۔

پہلی پارٹی مرزا غلام احمد کے مذہب کو بغیر کسی نفاق وتاویل کے ظاہر کرتی ہے اور ان کو ان کی تعلیم کے مطابق نبی اور رسول مستقل ناسخ شریعت مانتی ہے کلمہ: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ! کو معاذ اللہ منسوخ کہتی ہے اور آنحضرت ﷺ کی شہادت میں مرزا کا نام لینا ضروری سمجھتے ہیں۔

دوسری پارٹی خواہ اپنی چالاکی کی وجہ ہے کہ مسلمان ایسے شدید کفر سے فوراً متنفر ہو جائیں گے۔ یا اپنی کم فہمی کی وجہ سے مرزا کی تصریحات کے خلاف اس کو صاحب شریعت ناسخ القران نہیں مانتی۔ لیکن نبی اور رسول ہونے کا بلکہ دوسرے انبیاء سے افضل ہونے کا اعتقاد رکھتی اور ظاہر کرتی ہے۔

تیسری پارٹی اس کو مسیح موعود اور مہدی وامام کہتی ہے۔ نبی اور رسول کا لفظ بھی اس کے

لئے استعمال کرتی ہے۔ مگر یہ کہہ کر کہ لغوی اور مجازی امتی نبی ہیں۔ ایسے نہیں جیسے پہلے انبیاء گزرے ہیں۔

ان تینوں پارٹیوں کے عقائد مفصل حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب دام مجدہم نے اپنے رسالہ ''اشد العذاب ''میں ان کی کتابوں میں سے بقید صفحات نقل کئے ہیں جن میں سے بعض بطور نمونہ اس جگہ نقل کئے جاتے ہیں۔ (یہ رسالہ اور دیگر رسائل حضرت سید مرتضیٰ حسن احتساب قادیانیت جلد دہم میں مکمل شائع ہوگئے ہیں۔ مرتب)

اروبی مرزائی کے عقائد

رسالہ المبارک ص۳ میں اروبی کہتا ہے۔ اپنے عقائد کا خلاصہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر سچے دل سے ایمان رکھتے ہوئے احسن طور پر یہ بیان کرنا ہوگا کہ لا الہ الا اللہ احمد جری اللہ۔ اور اسی کتاب کے صفحہ مذکور پر ہے۔ قرآن کریم کو سچے دل سے منجانب اللہ یقین کرتے ہوئے اس تازہ وحی الٰہی پر یقین لانا مقدم سمجھنا ہوگا جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوئی۔

پھر اسی صفحہ میں لکھتا ہے اور خدا کی عبادت کرتے وقت مسجد اقصیٰ اور مسیح موعود کے مقام قادیان کی طرف منہ کرنے کو ترجیح دینی ہوگی۔ پھر رسالہ ''تبدیل قانون'' ص۲،۳ میں مفصل تحریر کے ذیل میں لکھتا ہے۔ ''یہی وجہ ہے کہ آج ہمارے لئے وہ شریعت نہیں رہی جو آج سے تیرہ سو برس پہلے تھی۔ دیکھو حضرت مسیح موعود کیسی وضاحت سے لکھتے ہیں.........الخ۔''

قادیانی پارٹی کے عقائد

مرزا محمود خلیفہ قادیان اپنی کتاب (حقیقت النبوۃ ص۱۷۴) میں لکھتے ہیں کہ: ''پس شریعت اسلام نبی کے جو معنی کرتی ہے اس کے معنی سے حضرت صاحب ہرگز مجازی نبی نہیں بلکہ حقیقی نبی ہیں۔'' اور اخبار الفضل جلد دوم نمبر ۱۲۲ و نمبر ۱۲۳ مورخہ ۱۴ و ۱۶ اپریل ۱۹۱۵ء میں ہے کہ: ''محکم کیا ہے حضرت مسیح موعود نبی ہیں یہ بلحاظ نفس نبوت یقیناً ایسے جیسے ہمارے آقا سیدنا محمد ﷺ محکم کیا ہے۔ نبی کا منکر: '' اولٓئک ھم الکٰفرون حقا۔ '' کے فتوے کے نیچے داخل ہے۔ (اشد العذاب ص۴۵ بحوالہ رسالہ موجودہ قادیانی مذہب)

اور رسالہ موجودہ قادیانی مذہب ص۳ میں بحوالہ تشحیذ الاذہان جلد۲ نمبر۱۰ لکھا ہے:

قرآن شریف میں انبیاء کے منکرین کو کافر کہا گیا ہے۔اور ہم لوگ حضرت مسیح موعود کو نبی اللہ مانتے ہیں۔اس سے ہم آپ کے منکروں کو کافر کہتے ہیں۔

لاہوری پارٹی کے عقائد

اشد العذاب ص ۵۷ میں بحوالہ ہنڈ بل نمبر ۲ ص ا:''قبل اس کے کہ جناب میاں صاحب اور ان کے مریدین کے عقائد کو خلاف عقائد حضرت مسیح موعود دکھایا جاوے یہ بتا دینا ضرور ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود کے متعلق یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ آپ امام الزمان مجدد ملہم من اللہ جزوی ظلی بروزی مجازی امتی نبی بمعنی محدث نہ بمعنی نبی مہدی و مسیح موعود ہیں۔

یہ تو وہ عقیدہ ہے جو لاہوری پارٹی مرزا کے متعلق رکھتی ہے اس کے علاوہ خود اس کے رئیس مسٹر محمد علی صاحب نے اپنے انگریزی ترجمہ قرآن میں بہت سی آیات قرآنیہ کی ایسی تحریف کی ہے جن میں سے ہر ایک مستقل وجہ کفر معلوم ہوتی ہے۔ان عقائد پر غور کرتے ہوئے ہر ایک پارٹی کے متعلق جدا جدا تحریر فرمایا جاوے کہ یہ پارٹیاں خارج از اسلام ہیں یا ان میں کوئی تفصیل ہے؟۔

الجواب:ان تینوں پارٹیوں میں چند وجوہ تو کفر ہیں اور بعض وجوہ خاص خاص پارٹیوں کے ساتھ مخصوص ہیں۔اس جگہ مشترک وجوہ میں سے چند وجوہ پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔وہ یہ ہیں:

۱ ......مرزا کو باوجود ایسے صاف دعوی نبوت کے جس میں کسی تاویل کی ہرگز گنجائش نہیں مسلمان بلکہ مہدی و مسیح سمجھنا۔

۲......ختم نبوت کے مسئلہ میں جو کہ ضروریات دین میں سے ہے تاویل فاسد کرنا اور اس کے اجماعی مفہوم کو بدلنا۔

۳......مرزا کو باوجود کھلی ہوئی توہین انبیاء کے مسلمان سمجھنا یہ وجوہ کفر ایسی ہیں جو تینوں پارٹیوں میں مشترک ہیں اور ان کے کفر کیلئے کافی ہیں۔ان کے علاوہ دوسری بہت سی وجوہ بھی ہیں جن کے استیعاب کی اس جگہ ضرورت نہیں اور وجوہ مذکورہ بالا کے کفر ہونے کا ثبوت کتب مذہب میں موجود ہے۔جن میں سے چند عبارات اس جگہ نقل کی جاتی ہیں:

علامہ خفاجی شرح شفاء میں فرماتے ہیں:

''وقال ابن القاسم فی من تنباء انه کالمرتد سواء کان دعا ذلک

ای الی متابعة نبوته سرا کان او جهرًا کمسیلمة لعنه الله وقال اصبغ بن الفرج هوالی من زعم انه نبی یوحی الیه کالمرتدفی احکامه لانه قد کفر بکتاب الله لانه کذبه ﷺ فی قوله انه خاتم النبین ولا نبی بعده مع الفریة علی الله ۰ نسیم الریاض ج ٤ ص ٣٩٢''

''ابن قاسم اس شخص کے متعلق کہتے ہیں جو نبوت کا دعویٰ کرے کہ وہ مثل مرتد کے ہے خواہ اپنی نبوت کی طرف وہ لوگوں کو سرا دعوت دے یا جبرا جیسے مسیلمہ کذاب لعنہ اللہ تعالیٰ اور اصبغ بن فرح فرماتے ہیں کہ وہ یعنی وہ شخص جو یہ کہے کہ میں نبی ہوں اور مجھ پر وحی آتی ہے۔تمام احکام میں مثل مرتد کے ہے اس لئے کہ وہ کتاب اللہ کا منکر ہے۔کیونکہ اس نے آنحضرت ﷺ کی اس حکم میں تکذیب کی کہ آپ ﷺ خاتم النبین ہیں اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں اور اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ پر افتراء بھی کرتا ہے۔(کیونکہ اس نے اس کو نبی صاحب وحی نہیں بنایا۔ یہ محض افتراء کرتا ہے کہ مجھ پر وحی آتی ہے)''

علامہ زرقانی فرماتے ہیں:

''قال ابن حبان من ذهب الی ان النبوة مکتسبة لا تنقطع اوالی ان الولی افضل من النبی فهرزندیق یجبب قتله شرح مذاهب ۰ زرقانی ص١٨٨ ج٦''

ابن حسان فرماتے ہیں جو شخص یہ اعتقاد رکھے کہ نبوت کسب وعمل سے حاصل ہو سکتی ہے اور کبھی منقطع نہ ہوگی یا یہ کہ نبی سے ولی افضل ہے وہ زندیق ہے اس کا قتل واجب ہے:

شفاء قاضی عیاض میں ہے کہ

''وقد قتل عبدالملك ابن مروان الحارث المتنبیء وصلبه و فعل ذلك غیر واحد من الخلفاء والملوك باشبا ههم واجمع علماء وقتهم علی صواب فعلهم والمخالف فی ذلك من کفر هم کافر ۰ اکفار الملحدین ص٦٠ طبع کراچی''

عبدالملک ابن مروان نے حارث مدعی نبوت کو قتل کیا اور سولی پر چڑھایا اور یہی معاملہ بہت سے خلفاء اور شاہان اسلام نے مدعیان نبوت کے ساتھ کیا ہے اور ہر زمانہ کے علماء نے اس پر اجماع و اتفاق کیا کہ ان خلفاء اور ملوک کا فعل درست ہے اور جو شخص ان مدعیان نبوت کے کفر میں

اختلاف کرے وہ بھی کافر ہے۔

اور شرح شفاء میں ہے:

''وکذلک نکفر من ادعی نبوہ احد مع نبیناﷺ ای فی زمنہ کمسیلمۃ الکذاب والاسود العنسی اوادعی نبوۃ احد بعدہ فانہ خاتم النبیین بنص القران والحدیث فھذا تکذیب اللہ ورسولہﷺ کا لعیسویۃ ۔ نسیم الریاض شرح شفاء ج ٤ ص٥٠٧)''

اسی طرح ہم اس شخص کو بھی کافر سمجھتے ہیں جو ہمارے نبیﷺ کے ساتھ کسی کو نبی مانے یعنی خود آنحضرتﷺ کے زمانہ مبارک میں کسی کو نبی تسلیم کرے۔ جیسے مسلیمہ کذاب اور اسود عنسی یا آپﷺ کے بعد کسی شخص کی نبوت کا قائل ہوا۔ اس لئے کہ آنحضرتﷺ بنص قرآن و حدیث خاتم النبیین ہیں تو (آپﷺ کے ساتھ یا آپﷺ کے بعد کسی کو نبی قرار دینا) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی تکذیب ہے جیسے عیسویہ کہتے ہیں۔

اور صبح الاعشیٰ ص۳۰۵ میں ہے:

''وھاتان المسئلتان من جملۃ ماکفر وابہ بتجویز النبوۃ بعد النبیﷺ وسلم الذی اخبر تعالیٰ انہ خاتم النبیین''

اور یہ دونوں مسئلے ان مسائل میں سے ہیں جن کی وجہ سے ان لوگوں کی تکفیر کی گئی ہے۔ کیونکہ انھوں نے نبی کریمﷺ کے بعد نبوت جاری رہنے کو جائز قرار دیا۔ جن کے متعلق حق تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ آپﷺ خاتم النبیین ہیں۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

''اذالم یعرف ان محمداﷺ آخر الانبیاء فلیس بمسلم ولوقال انارسول او قال بالفارسیتہ من پیغمبر م یرید بہ من پیغام می برم یکفر ۔ فتاوی عالمگیر ی ج ۲ ص۲٦٣''

جو کوئی شخص یہ اعتقاد نہ رکھے کہ محمدﷺ آخر الانبیاء ہیں وہ مسلمان نہیں ہے۔ اور اگر یہ کہا کہ میں رسول ہوں (اگرچہ اس کی مراد اصطلاحی رسول و پیغمبر نہ ہو) بلکہ پیغام رساں مراد ہو جب بھی وہ کافر ہے۔ (کیونکہ یہ تاویل بے معنی اور الحاد کا دروازہ کھولنے والی ہے)

علامہ ابن حجر مکی شافعیؒ اپنے فتاویٰ میں تحریر فرماتے ہیں:

''من اعتقد وحيا بعد محمد ﷺ کفر با جماع المسلمین''
جو شخص آنحضرت ﷺ کے بعد کسی نئی وحی کا اعتقاد کرے وہ باجماع مسلمین کافر ہے۔
اشباہ والنظائر کتاب السیر والردۃ میں لکھتے ہیں:

''اذالم یعرف ان محمد ﷺ آخر الانبیاء فلیس بمسلم الانہ من لضروریات ۔ اشباہ ص ۱۰۲''
جو شخص نبی کریم ﷺ کو آخر الانبیاء نہ سمجھے وہ مسلمان نہیں۔ اس لئے کہ یہ مسئلہ ضروریات دین میں سے ہے۔

اور ملا علی قاری شرح شمائل میں مہر نبوت کے متعلق فرماتے ہیں کہ: ''واضافتہ الی النبوۃ لانہ ختم بہ بیت النبوۃ حتی لا ید خل بعدہ احد''
خاتم النبوت میں خاتم کی اضافت نبوت کی طرف اس لئے کی گئی کہ اس نے بیت نبوت پر مہر لگادی کہ اس کے بعد اس میں کوئی داخل نہ ہو سکے گا۔

اور نیز علامہ موصوف شرح فقہ اکبر ص ۲۰۲ میں فرماتے ہیں کہ :''ودعوی النبوۃ بعد نبینا ﷺ کفر بالاجماع''
اور ہمارے نبی ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا باجماع مسلمین کفر ہے۔
اور علامہ سید محمود آلوسی مفتی بغداد نے اپنی تفسیر میں اس مسئلہ کو نہایت مکمل لکھا ہے جس کے چند جملے یہ ہیں:

''وکونہ ﷺ خاتم النبیین مانطقت بہ الکتب وصدعت بہ السنۃ واجمعت علیہ الامۃ فیکفر المدعی خلافہ ویقتل ان اصر ۔ روح المعانی ص ۶۵ ج ۷''
آنحضرت ﷺ کا خاتم النبیین ہونا ان چیزوں میں سے ہے جن پر قرآن مجید نے تصریح فرمائی اور احادیث نبویہ نے ان کو واضح کر دیا۔ پس جو شخص اس کے خلاف کا مدعی ہو اس کو کافر کہا جاوے گا۔ اور اگر اس پر اصرار کرے گا تو قتل کیا جائے گا۔
اور تحفہ شرح منہاج میں لکھا ہے:

''اوکذب رسولاً او نبیاً نقصہ بای منقص کان صغر اسمہ یرید تحقیرہ اوجوز بنبوۃ احد بعد وجود نبوۃ نبینا ﷺ نبی قبل فلا یرد ۔

اکفار المحدین ص ٤٢''

یا کسی رسول و نبی کی تکذیب کرے یا ان کی کسی طرح تنقیص شان کرے، خواہ اسی طرح ہو کہ ان کے نام کی تصغیر بقصد تحقیر کرے۔ یا ہمارے نبی ﷺ کی نبوت کے بعد کسی دوسرے شخص کے لئے نبوت کو جائز رکھے (وہ کافر ہے) اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام (باجود نبی ہونے کے آخر زمانہ میں نازل ہوں گے۔ اس سے ختم نبوت پر شبہ نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ وہ آنحضرت ﷺ سے پہلے نبی ہو چکے ہیں۔)

اور ابن حزم میں فرماتے ہیں کہ:

''وکذلك من قال (الی قوله) اوان بعد محمد ﷺ نبیا غیر عیسیٰ بن مریم علیه السلام فانه لا یختلف اثنان فی تکفیره الصحة قیام الحجة بکل (الملل والنحل ج ۲ ص ۲٦۹)''

ایسے ہی وہ شخص بھی کافر ہے جو یہ کہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد بجز عیسیٰ علیہ السلام کے کوئی اور نبی ہے۔ کیونکہ یہ ایسی کھلی ہوئی بات ہے کہ اس میں دو آدمی بھی اختلاف نہیں کر سکتے۔ اس لئے کہ اس پر حجت قائم ہے۔

اور شیخ ابو شکور سالمی تمہید میں تحریر فرماتے ہیں:

''وقالت الروافض ان العالم لا یکون خالیامن النبی قط و هذا کفرلان الله تعالی قال و خاتم النبین ومن ادعی النبوة فی زماننا فانه یصیر کافرا ومن طلب منه المعجزات فانه یصیر کافرالانه لا شك فی النص فیجب الاعتقاد بانه لا شرکة لا حد فی النبوة لمحمد ﷺ بخلاف ماقاله الروافض ان علیا کان شریکاً لمحمد ﷺ فی النبوة وهذامنهم کفر''

روافض کہتے ہیں کہ عالم کسی وقت ہرگز نبی سے خالی نہیں رہ سکتا اور یہ کفر ہے۔ کیونکہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''و خاتم النبیین'' اور جو شخص ہمارے زمانہ میں نبوت کا دعویٰ کرے وہ کافر ہو جاتا ہے۔ اور جو شخص اس سے بنظر (اعتقاد) معجزات طلب کرے وہ بھی کافر ہے۔ کیونکہ اس نے نص قرآنی میں شک کیا۔ پس واجب ہے کہ یہ اعتقاد رکھا جائے کہ محمد ﷺ کے ساتھ نبوت میں کسی کی شرکت نہیں ہے۔ بخلاف روافض کے جو کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ آنحضرت ﷺ کے ساتھ نبوت میں شریک تھے اور یہ ان کا (کھلا ہوا) کفر ہے۔

اورحضرت امام غزالی اپنی کتاب اقتصاد میں فرماتے ہیں:

''ان الامة فهمت باالاجماع من هذا اللفظ ومن قرائن أحواله انه افهم عدم نبى بعده ابداوعدم رسول بعده ابد وانه ليس فيه تاويل ولا تخصيص......(الاقتصاد باب الرابع فى بيان من يجب التكفير من الفرق ص۱۲۳) فكلامه من انواع الهذيان لايمنع الحكم بتكفيره لانه مكذب لهذا النص الذى اجمعت الا - على انه غير ماؤل ولا مخصوص''

تمام امت محمدیہ نے اس لفظ (یعنی خاتم النبیین) سے یہی سمجھا ہے کہ اس نے یہ بتلایا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے بعد قیامت تک نہ کوئی نبی ہوگا نہ رسول اور یہ کہ نہ اس میں کوئی تاویل ہے نہ تخصیص اور جو شخص اس میں کسی قسم کی تخصیص وتاویل کرے اس کا کلام مجنونانہ ہذیان (بڑ) اور یہ تاویل اس پر حکم کفر کرنے سے مانع نہیں ہے کیونکہ وہ اس نص قرآنی کی تکذیب کرنے والا ہے جس کے متعلق امت کا اجماع ہے کہ وہ نہ مئودل ہے نہ مخصوص۔

اورحضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ''غنیته الطالبین ج ۱ ص۸۸ میں فرماتے ہیں:

''ادعت ايضا ان عليا نبى (الى قوله) لعنهم الله والملائكة وسائر خلقه الى يوم الدين وقلع آثارهم و آبار خضرائهم ولا جعل منهم فى الارض ديار لا نهم بالغوا فى غلوهم و مردو اعلى الكفرو تركو الاسلام وفار قوالايمان وحجدو الا اله والرسل والتنزيل نعوذ بالله ممن ذهب الى هذه المقالة .''

روافض نے یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ حضرت علیؓ نبی ہیں۔لعنت کرے اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اور تمام مخلوق ان پر قیامت تک اور برباد کرے ان کی کھیتوں کو اور نہ چھوڑے ان میں سے کوئی گھر میں بسنے والا۔اس لئے کہ انہوں نے اپنے غلو میں مبالغہ سے کام لیا اور کفر میں جم گئے اور اسلام وایمان کو چھوڑا اور انبیاء اور قرآن کا انکار کیا۔پس ہم اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتے ہیں۔اس شخص سے جس نے یہ قول اختیار کیا۔

اورعلامہ عارف باللہ شیخ عبدالغنی نابلسیؒ شرح فرایدمیں روافض کی تکفیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''فساد مذهبهم غنى عن البيان الشهادة العيان كيف و هو يؤدى الى تجويز نبى مع نبينا ﷺ او بعده و ذلك يستلزم تكذيب القران و قد نص على انه خاتم النبيين واخر المرسلين و فى السنة العاقب لا نبى بعدى واجمعت الامة على ابقاء هذ الكلام على ظاهره وهذا احد المسائل المشهورة التى كفر نابها الفلاسفة لعنهم الله تعالىٰ۔ اكفار الملحدين ص ٤٢ طبع ديوبند انڈيا''

ان کے مذہب کا فساد محتاج بیان نہیں بلکہ مشاہد ہے اور کیوں نہ ہو جب کہ اس سے یہ لازم آتا ہے کہ ہمارے آقا ﷺ کے ساتھ یا بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو سکتا ہے۔ اور اس سے قرآن کی تکذیب لازم آتی ہے۔ اس لئے کہ اس کی تصریح کر دی گئی ہے کہ آپ ﷺ خاتم النبیین اور آخر المرسلین ہیں۔ اور حدیث میں ہے کہ میں عاقب ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور امت کا اجماع ہے کہ یہ کلام اپنے ظاہر پر بغیر کسی تاویل و تخصیص کے رکھا جائے اور یہ بھی انہیں مسائل میں سے ہے۔ جن کی وجہ سے ہم نے فلاسفہ ملاعنہ کی تکفیر کی ہے۔

اور ظاہر ہے کہ یہ لوگ مرزا کو باوجود ان خیالات وعقائد باطلہ کفریہ کے جو باجماع امت کفر ہیں اور جن سے مرزا کی کتابیں لبریز ہیں نہ صرف مسلمان بلکہ مسیح موعود مہدی موعود۔ محدث وغیرہ مانتے ہیں جس کا کھلا ہوا نتیجہ یہ ہے کہ (معاذ اللہ) تمام اسلاف امت صحابہ کرامؓ و تابعینؒ اور آئمہ اجتہاد اور ساڑھے تیرہ سو برس کے علماء گمراہی و ضلالت میں تھے کہ وہ جن اقوال و افعال کو باجماع کفر و ضلال کہتے ہیں۔ وہ بجائے کفر و ضلالت کے ہدایت مجسمہ اور مسیحیت موعودہ ہے اور کوئی ایسا عقیدہ رکھنا جس سے تمام امت کا گمراہی پر ہونا لازم آئے باتفاق کفر ہے۔

شفاء قاضی عیاض اور اس کی شرح ملا علی قاریؒ میں ہے:

''وكذلك نقطع بتكفير كل قائل قال قول يتوصل به الى تضليل الامة المرحومة وتكفير جميع الصحابة، شرح شفا للقارى ص ٥٢١ ج ٢''

اور ایسے ہی ہم اس شخص کے کفر کا بھی یقین رکھتے ہیں جو کوئی ایسا قول اختیار کرے جس سے تمام امت مرحومہ اور تمام صحابہ کرامؓ کی تکفیر لازم آتی ہو۔

اور علامہ ابن حجر مکیؒ کتاب ''الزواجر عن اقتراف الكبائر'' میں اسی مضمون کو ان الفاظ میں لکھتے ہیں:

''وفی معنی ذلك كل من فعل فعلا اجمع المسلمون علی انه لا یصدر الاعن كافر (الی قوله) اویشك فی نبوة نبی (الی قوله) اوفی تكفیر كل قائل قولا یتوصل به الی تضلیل الامة (زواجرص ۲٤ ج ۱)''

اور اسی حکم میں ہے جو شخص جو کوئی ایسا فعل کرے جس کے متعلق مسلمانوں کا اجماع ہو کہ یہ فعل سوائے کافر کے کسی سے صادر نہیں ہو سکتا۔ یا کسی نبی کی نبوت میں شک کرے یا اس شخص کی تکفیر میں شک کرے جو ایسا قول اختیار کرتا ہے کہ جس سے تمام امت کا گمراہ ہونا سمجھا جائے۔

اس سے معلوم ہوا کہ ایسے شخص کے کفر میں جو شخص شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ پس جب کسی کافر کو جس کا کفر کھلا ہوا اور صاف ہو صرف مسلمان کہنا بلکہ اس کے کفر میں شک کرنا بھی کفر ہے۔ جیسا کہ زواجر کی عبارت مذکورہ سے ثابت ہوا ہو۔ اگرچہ کسی تاویل کے ساتھ ہو تو پھر مرزا کو اس کے عقائد معلوم ہونے کے بعد مہدی اور مسیح وغیرہ کہنے والا ضرور بالضرور کافر اور خارج از اسلام ہے اور قاضی عیاضؒ نے شفاء میں اور ملا علی قاریؒ نے اس کی شرح میں اس پر اجماع نقل کیا ہے۔ ولفظہ ہذا!

''فالاجماع علی كفر من لم یكفر احدا من النصاری والیهود وكل من فارق دین المسلمین او وقف اوشك قال القاضی ابوبكر لان التوقیف والاجماع اتفقا علی كفرهم فمن وقف فی ذلك فقد كذب النص والتوقیف اوشك فیه والتكذیب والشك فیه لا یقع الامن كافر. (متن الشفاء از شرح قاری ص ۵۱۰ ج ۲)''

اس شخص کے کفر پر اجماع ہے جو نصاریٰ و یہود میں سے کسی کو کافر نہ سمجھے یا اس شخص کو کافر نہ سمجھے جو مسلمانوں کے دین سے جدا ہو۔ یا اس میں (بلاوجہ شرعی) توقف یا شک کرے قاضی ابوبکر فرماتے ہیں کہ نقل شرعی اور اجماع دونوں ان کے کفر پر متفق ہیں۔ پس جو شخص اس میں (بلاوجہ شرعی) توقف یا شک کرے۔ اس نے نص شرعی کی تکذیب کی اور اس میں تکذیب یا شک کافر ہی کر سکتا ہے۔

اسی طرح درمختار باب المرتدین میں اس شخص کے متعلق جس نے کسی نبی کی توہین کی ہو تصریح کرتے ہیں:

''ومن شك فی عذابه وكفره كفر (الشامی ج ۳ ص ۳۱۷)''

اور جو شخص اس کے کفر اور معذب ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ

اگر یہ کہا جائے کہ یہود و نصاریٰ اور ہندو آریہ وغیرہ کو مسلمان کہنا تو بے شک حسب تصریحات مذکورہ کفر ہے۔ لیکن قادیانی کا کفر اس درجہ میں نہیں۔ اس کے متعلق اگر کوئی شخص بوجہ حسن ظن کے تاویل کرے تو گنجائش ہے۔ کیونکہ وہ مدعی اسلام ہے اور ظاہر میں قران وحدیث کا اقرار کرتا ہے اور نماز روزہ وغیرہ احکام و شرائع اسلامیہ کا پابند ہے تو جواب اس کا یہ ہے کہ ضروریات دین کے خلاف میں تاویل معتبر نہیں۔ اور نہ اس کی گنجائش ہے۔ ورنہ اگر یہی حسن ظن اور تاویل کی وسعت کی جائے تو دنیا میں کوئی کافر نہیں رہتا۔ کیونکہ عموماً کفار کے طبقات کچھ نہ کچھ تاویل رکھتے ہیں۔ بت پرست اور مشرکین کی تاویل خود قرآن میں مذکور ہے:

''ما نعبدهم الا ليقربونا الى الله زلفى (زمر ۳) ''اور یہ ان کی تاویل بلاشبہ مرزا کی تاویلات سے زیادہ بہتر ہے۔

مرزا قادیانی کے عقائد کفریہ

نبوت کا دعویٰ' وحی کا دعویٰ' ختم نبوت کا انکار' ختم نبوت کے اجماعی معانی اور اس بارہ میں آیات قرآنیہ کی تحریف' عیسیٰ علیہ السلام کی سخت ترین توہین' دوسرے انبیاء کی توہین۔ وغیرہ وغیرہ! ان کی تمام تصانیف میں اس قدر واضح اور صاف ہیں کہ ان میں کوئی تاویل کرنا اس سے کم نہیں جو مشرکین کی تاویل بت پرستی کے متعلق آیت مذکورہ میں گزری ہے یا حدیث میں ہے کہ مشرکین بوقت طواف تلبیہ میں کہا کرتے تھے۔ لا شريك لك الا شريكا هولك (ترمذی)

اس لئے علماء نے تصریح فرمائی ہے کہ ضروریات دین کے بارہ میں اجماعی معانی کے سوا آیات وروایات کی کسی دوسرے معنی کی طرف تاویل کرنا عذر مسموع نہیں اور نہ تاویل ان پر حکم تکفیر کے لئے مانع نہیں ہو سکتی۔ حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ الاکفار الملحدین میں اس کے متعلق کافی نقول جمع فرما دی ہیں۔ (من شاء فليراجع ثمه) والله الحمد اوله وآخره)